﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 09 دسمبر 2011ء | 12 محرم الحرام 1433 ہجری قمری ❁ 09 فتح 1390 ہجری شمسی | شمارہ 49

مسجد میں پہلی صف میں بیٹھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر لوگ جانتے کہ پہلی صف کا کیا ثواب ہے تو وہ اس میں جگہ پانے کے لئے قرعہ اندازی کرتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الصف الاول۔ حدیث نمبر 679)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ ستمبر 2011ء

ہماری مسجد لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے، انہیں باہم متحد کرنے اور آپس میں بھائی چارہ اور اخوّت و محبت کی فضا پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی اور یہاں آنے والے لوگ خدا کے حضور جھکیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔

اسلام ہرگز کسی قسم کی بدامنی پھیلانے کی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ دہشتگرد، انتہا پسند بیشک اپنے آپ کو مسلمان کہیں لیکن اسلام نے کبھی بھی اس قسم کے ظلم و بربریت کی اجازت نہیں دی۔

(ناروے کے نیشنل ٹی وی، نیشنل ریڈیو اور لوکل اخبار کے نمائندگان سے گفتگو)

مسجد بیت النصر کی تعمیر کی میڈیا کوریج، فیملی ملاقاتیں، مسجد بیت النصر (ناروے) کی یادگار تختی کی نقاب کشائی، مسجد بیت النصر (ناروے) میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے پہلے خطبہ جمعہ کی ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست تشہیر۔ مسجد بیت النصر کی مختصر تاریخ اور اس کی تعمیر کے لئے افراد جماعت کی غیر معمولی مالی قربانی کی ایمان افروز مثالیں۔ کالمار کاؤنٹی اسمبلی (سویڈن) کے پریذیڈنٹ جناب Roger Kaliff اور ناروے کی وزیر دفاع Grethe Faremos کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ ملاقات اور باہمی دلچسپی کے متفرق امور پر گفتگو

(ناروے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

29 ستمبر 2011ء بروز جمعرات:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے ''مسجد بیت النصر'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور رپورٹس اور خطوط پر ہدایات سے نوازا۔ اور دیگر مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

نیشنل ٹی وی NRK، نیشنل ریڈیو NRK (Documentary Maker) اور لوکل اخبار Grorudalen کے نمائندگان اور جرنلسٹس کی مسجد بیت النصر آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو

دوپہر دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور سب سے پہلے نیشنل ٹیلی ویژن کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو لیا۔

❁......جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ نئی مسجد کے بارہ میں آپ کے کیا خیالات ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل اس مسجد کا آفیشلی (Officially) افتتاح ہوگا۔ یہ ناروے میں ہماری پہلی باقاعدہ مسجد ہے جس کی تعمیر بطور مسجد ہوئی ہے۔ مَیں بہت خوش ہوں کہ یہ بہت خوبصورت مسجد اب مکمل ہوگئی ہے۔ ناروے میں ہماری چھوٹی سی کمیونٹی ہے لیکن ناروے کی مساجد میں سے سب سے بڑی مسجد تعمیر کی ہے۔

❁......اس سوال کے جواب میں کہ اس مسجد کی اہمیت کیا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم خالص روحانی اور مذہبی کمیونٹی ہیں۔ ہمارے بانی جماعت احمدیہ جن کو ہم مسیح موعود مانتے ہیں۔ آپؑ نے یہ اعلان کیا تھا کہ مَیں دو اہم مقاصد کے لئے آیا ہوں۔ ایک یہ کہ انسان کو اس کے پیدا کرنے والے خدا کے قریب لایا جائے، انسان اپنے ربّ کو پہچانے اور دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق، ایک انسان دوسرے انسان کے قریب ہو اور ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری مسجد لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے، انہیں باہم متحد کرنے اور آپس میں بھائی چارہ اور اخوّت و محبت کی فضا پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی اور یہاں آنے والے لوگ خدا کے حضور جھکیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔

❁...... ٹی وی جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ آپ کی کمیونٹی دنیا بھر میں مظالم کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ آپ اس معاملہ کے بارہ میں کیا محسوس کرتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ہم دنیا کے ہر ملک میں پرسیکیوشن کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ پرسیکیوشن وہاں ہوتی ہے جہاں آپ کو قانوناً اپنے تمام بنیادی حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ جہاں آپ رہ رہے ہیں وہاں آپ کو سول رائٹس سے محروم کر دیا جاتا ہے، اپنے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور ایک ایسا قانون بنایا گیا ہے جس کے رو سے ہم اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے، ہم سلام نہیں کہہ سکتے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ پاکستان وہ واحد ملک ہے جہاں احمدیوں کے خلاف باقاعدہ قانون بنا ہوا ہے۔

حضور انور نے فرمایا بعض دوسرے ممالک میں بھی ہمیں مختلف لحاظ سے پرسیکیوشن کا سامنا ہے۔ ملائیشیا میں ہمیں بعض حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا میں بھی ہم پر بعض پابندیاں ہیں اور بعض جگہ بعض حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ ان ممالک میں اور اسی طرح بعض اور ممالک میں ہم آزادانہ طور پر نہ تبلیغ کر سکتے ہیں، نہ اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں اور نہ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ سب دنیا میں ایسا ہے یہ درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہاں ناروے میں ہم اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔ اگرچہ یہاں انتہائی محدود پیمانے پر انتہا پسندی کی مثالیں موجود ہیں۔

❁......اس سوال کے جواب پر کہ دوسرے گروپس آپ کی مسجد کو مسجد نہیں سمجھتے۔ اس بارہ میں آپ کا رسپانس کیا ہے؟

حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا نام مسرور ہے جو مجھے میرے والدین نے دیا تھا۔ تو آپ کا کوئی حق نہیں کہ میرے اس نام سے انکار کریں اور مجھے اس نام کی بجائے دوسرے نام سے پکاریں۔ جیسے John یا Terry یا کوئی اور نام۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح ہمیں 'مسلمان' کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اختیار کئے ہوئے ہیں اور یہ نام ہمیں خدا نے دیا ہے۔ تو جب مَیں کہوں کہ مَیں مسلمان ہوں تو کسی دوسرے شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس سے انکار کرے۔ اسی طرح اسی طریق سے جب ہم کہتے ہیں کہ ہماری عبادت کی جگہ کا نام ''مسجد'' ہے۔ جہاں ہم نماز کی ادائیگی اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو پھر ہمارا یہ حق ہے کہ ہم اس جگہ کو 'مسجد' کے نام سے پکاریں۔ تم جو چاہو، جس نام سے چاہو مجھے پکار سکتے ہو یا ہماری مساجد کو کسی دوسرے نام سے پکار سکتے ہو لیکن مَیں ہمیشہ اس کا وہی نام اختیار کروں گا جو مذہب کی اصطلاح میں اس چیز کا نام ہے۔ قرآن کریم تو بڑا واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔

✿......NRK نیشنل ریڈیو کے نمائندہ نے سوال کیا کہ ناروے میں بھی بعض لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں کیا آپ لوگوں کے اس خوف کو سمجھ سکتے ہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ نارویجین کو اسلام سے کوئی خطرہ ہے۔ جہاں تک مَیں جانتا ہوں عموماً نارویجین لوگ اسلام سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ لیکن مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مسلمانوں کے ذاتی مفادات نے بعض مسائل پیدا کئے ہیں لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ ان مسائل اور فساد کی جو اصل جڑ ہے وہ اسلام ہے۔ کیونکہ اسلام تو ہرگز کسی قسم کی بدامنی پھیلانے کی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ دہشتگردوں کا جو موجودہ رول (Role) ہے کیا آپ اس سے خوف محسوس کرتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہماری کمیونٹی بھی دہشتگردی کا نشانہ بنی ہے۔ گزشتہ سال لاہور میں ہماری دو مساجد پر حملہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں 86 احمدی شہید ہوئے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ملک میں اور بہت سی جگہوں پر بہت سے احمدی ظلم و ستم کا نشانہ بنائے گئے ہیں اور ان احمدیوں کے خلاف مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ اب تک سینکڑوں احمدی شہید کئے جا چکے ہیں صرف اس وجہ سے کہ وہ احمدی تھے۔ یہ دہشتگرد، انتہا پسند بے شک اپنے آپ کو مسلمان کہیں لیکن اسلام نے کبھی بھی اس قسم کے ظلم و بربریت کی اجازت نہیں دی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جتنے بھی گزشتہ انبیاء کرام گزرے ہیں ان کو لوگوں کی طرف سے تکالیف اور مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہم اس زمانہ کے نبی کو ماننے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی میں ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ آنے والا شخص مسیح ہوگا، مہدی ہوگا اور نبی ہوگا تم اس کو ماننا۔ چنانچہ ہم نے اس کو مانا اور قبول کیا۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مذہب اور سیاست کو علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جہاں تک اسلام کا تعلق ہے مذہب کا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ آزادانہ اور جمہوری طریقے سے اپنی حکومت چلاتی ہے۔ اسلام ایک مذہب ہے، ایک دین ہے اور اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ وہ دنیا کو سمجھائے اور ان کو بتائے کہ تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ تمہارا ایک خالق ہے۔ تم اس کی طرف جھکو، اس کو پہچانو اور اس کی عبادت کرو۔ اور دوسرا یہ کہ اسلام اس بات کی طرف ہماری توجہ دلاتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کریں اور ہر ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آئے اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے والا ہو۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ یورپ کے ملٹی کلچرل ہونے کی امید رکھتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یورپ کے ممالک کی اکثریت تو پہلے ہی ملٹی کلچرل (Multi Cultural) ہے۔ ابھی حال ہی میں جو دنیا میں کرائسز آئے ہیں اس کے نتیجہ میں نارتھ افریقہ سے بہت سے لوگوں نے یورپ کی طرف ہجرت کی ہے۔ اسی طرح دنیا کے دیگر مختلف ممالک سے بھی ایک بہت بڑی تعداد ہجرت کر کے یورپ میں آ کر آباد ہوئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہم کسی بھی مذہب یا کلچر سے تعلق رکھتے ہوں ایک بات ضروری ہے کہ ہمیں بحیثیت قوم متحد رہنا چاہئے۔ اور بحیثیت شہری ہونے کے ملکی قانون کی پابندی کرنی ہوگی اور ملک کے وفادار ہو کر رہنا ہوگا۔

اسی طرح حکومت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کے ذاتی مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے ہر شخص کو خواہ وہ کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتا ہو برابر کے حقوق اور سہولیات ملنی چاہئیں۔ اور پھر ہر شہری کے لئے ملک کے قوانین کی پابندی کرنی لازمی ہے اور باہم مل جل کر رہنا ضروری ہے اور معاشرہ کا سوسائٹی کا حصہ بن کر ان کی مدد کرنا چاہئے۔ اسی لئے اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بنیادی نکتہ یہی ہے کہ ہم کو ہر شہری کا احترام کرنا چاہئے۔ اسلام میں کوئی سیاست نہیں ہے۔ اسلام صرف ایک مذہب ہے اور جو سیاسی امور اور معاملات ہیں وہ ایک طرف ہی رہتے ہیں۔

✿...... لوکل اخبار Grorudalen کے نمائندہ نے جو نیشنل ٹی وی اور نیشنل ریڈیو کے انٹرویو کے وقت ساتھ موجود تھا۔ حضور انور کی طرف سے دیئے جانے والے تمام جوابات نوٹ کئے اور کہا کہ مجھے ان جوابات سے ہی بہت زیادہ مواد مل گیا ہے۔

اس انٹرویو کے بعد دو بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النصر میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دئے۔

فیملی ملاقاتیں

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج ملاقات کرنے والوں میں ناروے کی جماعتوں Drammen، Klofta، Toyen، Lanbertaeter، Bairoon حلقہ نور اور حلقہ نصر۔ Holmlia، Nittedal، Stovner اور Tonsberg سے آنے والی فیملیز نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ سویڈن اور کینیڈا سے آنے والی فیملیز اور احباب نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔

آج مجموعی طور پر 24 فیملیز کے 106 افراد اور 14 مرد و خواتین نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ سکول کالج جانے والے بچوں نے اپنے پیارے آقا سے قلم حاصل کئے جب کہ چھوٹے بچوں نے چاکلیٹ حاصل کیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں برکتیں حاصل کیں اور اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے جھولیاں بھریں اور اپنے نیک نصیب لئے ہوئے یہاں سے واپس لوٹے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد بیت النصر' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

میڈیا کوریج

✿......**ناروے نیشنل ٹی وی NRK -1 نے آج رات اپنی سات بجے اور پھر دس بجے کی خبروں میں مسجد کے حوالہ سے درج ذیل خبر نشر کی۔**

"Furuset میں مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں بڑے سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ خاص طور پر مسلمانوں کی طرف سے اس مسجد کی مخالفت کی گئی ہے۔

CCTV کنٹرول کے علاوہ دیگر حفاظتی انتظامات مسلسل کئے جاتے رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت کے اپنے لوگوں کے علاوہ پولیس کی بھاری نفری بھی ڈیوٹی پر موجود ہے ان دھمکیوں کی بنا پر جو جماعت کو دی گئی ہیں۔ جماعت کے ایک نمائندہ نے کہا کہ ہم پولیس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری مدد کی اور یہ مدد کرنا ان کی اپنی تحقیق کی بنا پر ان کا اپنا فیصلہ تھا۔

اب تمام تیاریاں اپنے اختتام کو ہیں اور کل کے دن اس کا افتتاح ہے۔ یہ ایک خوشی کا موقع ہے جو کہ بہت سی مشکلات کے بعد آ رہا ہے۔ ان مشکلات میں سے جن کا جماعت احمدیہ کو اس مسجد کی تعمیر کے دوران سامنا رہا ایک یہ بھی تھی کہ انہیں مسلسل دھمکیاں موصول ہوتی تھیں اور مسجد پر پتھر برسائے جاتے تھے اور دیگر توڑ پھوڑ بھی کی گئی ہے۔ دوسرے مسلمان ان کو اپنوں میں سے نہیں سمجھتے۔ پولیس ایجنسی دھمکیوں کے بارہ میں مزید معلومات دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ (احمدی) لوگ تشدد پسند لوگوں کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

خلیفۃ المسیح نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ "مَیں مسلمان ہوں جیسے میرا نام مسرور احمد ہے تو اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مجھے John یا Terry کہے اور جب مَیں کہتا ہوں کہ مَیں مسلمان ہوں تو کسی کو حق نہیں کہ وہ مجھے یہ کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو"۔

اب جبکہ اس مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے جو کہ ناردرن یورپ (Northern Europe) کی سب سے بڑی مسجد ہے تو یہ ایک امن کا پیغام دینا چاہتی ہے"۔

✿......**ناروے کے نیشنل ریڈیو NRK نے اپنی سات بجے کی خبروں میں درج ذیل خبر نشر کی۔**

"اس ہفتہ شمالی یورپ کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح ہے۔ جس میں 4500 افراد کی جگہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی سخت مخالفت کی جاتی ہے اور یہ لوگ احمدی مسلمان کہلاتے ہیں۔ دیگر مسلمان ان کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اور اس سلسلہ میں جماعت کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور مسجد کی عمارت کو بھی نقصان پہنچایا جاتا رہا ہے۔

اس ہفتہ احمدیہ جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اس مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لا چکے ہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ ہر کوئی چیک ہونے کے بعد اندر داخل ہوتا ہے۔ پولیس اسلحہ کے ساتھ چوکس کھڑی ہے۔ جماعت کے ایک نمائندہ نے بتایا کہ جماعت تشدد اور ظلم کا نشانہ بنی ہے اور 1986ء میں جب مسجد نور خریدی گئی تب اسے بم کے ذریعہ اڑانے کی کوشش کی گئی جو کہ ناکام رہی۔

جرنلسٹ نے خبر نشر کرتے ہوئے بتایا کہ یہاں مسجد میں بہت سے لوگ اپنے خلیفہ سے ملاقات کے منتظر بیٹھے ہیں۔ احباب جماعت کا کہنا ہے کہ یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

اب میری باری آئی ہے ملاقات کرنے کی۔ میرے ساتھ پریس کے تین نمائندوں کے علاوہ ایک فوٹو گرافر بھی ہے۔

ان کے خلیفہ کہتے ہیں کہ اپنی جماعت کے افراد سے ملنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے پیاروں سے ملاقات کرتا ہے۔ مَیں اپنی جماعت سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اور یہی ہماری جماعت ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ خود انہیں اور جماعت کو سخت خطرہ ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہی ان کی سچائی کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ احمدیوں کا اجر کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اگر کوئی شہید ہوتا ہے تو اسے معلوم ہے کہ اسے اس کا اجر ملنے والا ہے۔ اگر مَیں نہ ہوں تو کوئی اور میری جگہ میرے مقام پر ہوگا۔ یہ سلسلہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔

ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ وہ ابھی ملاقات کر کے آئی ہیں اور ان کو حضور سے تبرک بھی ملا ہے ۔ وہ کہتی ہے یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس کا احساس نسلوں میں چلتا ہے۔ اکثر اوقات حضور انور احباب جماعت کو قلم دیا کرتے ہیں"۔

نیشنل ریڈیو کی اس خبر کا دورانیہ تین منٹ پچاس سیکنڈ تھا۔

✿......**آج اوسلو (Oslo) کے اخبار Aften نے اپنی 29 ستمبر 2011ء کی اشاعت میں درج ذیل عنوان کے ساتھ تفصیلی خبر شائع کی:**

شمالی یورپ کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح

حفاظت کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے۔

احمدیہ جماعت کے روحانی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد کل Furuset میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر لوگوں میں موجود ہوں گے۔ پولیس بھی موجود ہے۔

1994ء میں جب Winter Olympics ہوئے تھے تب اس مسجد کے لئے پلاٹ خریدا گیا تھا۔ لیکن اس عظیم مسجد کی تکمیل کا راستہ نہایت دشوار تھا۔ اَن گنت مشکلات کا سامنا ہوا۔ مگر جون کے وسط میں اسے استعمال کرنے کی اجازت مل گئی۔ کل وہ دن ہے جب اس کا افتتاح ہوگا۔ اس مسجد کی تعمیر پر کل خرچ ایک سو ملین کرونر سے زائد ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ ناروے کے افراد نے اس کا تمام خرچ اٹھایا ہے۔ ایک احمدی دوست نے اس کے لئے اپنا گھر بھی فروخت کر دیا۔ مسجد کی اس تحریک میں سب نے حصہ لیا ہے۔ جماعت کے ایک نمائندہ نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر پر کئی سالوں سے کام ہوا ہے اور انتہائی خوشی ہے کہ یہ مسجد مکمل ہوگئی ہے۔ اور ہم خدا تعالیٰ کے نہایت شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں اتنی بڑی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق دی۔

اخبار نے مزید لکھا کہ کل بروز جمعہ اس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوگی جس میں اس اسلامی فرقے کے روحانی سربراہ تقریر فرمائیں گے جو کہ لندن سے اس غرض کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں پولیس کا اچھا انتظام ہے اور مسجد میں اندر باہر جانے کے لئے وہی سیکورٹی سسٹم اور چیک اپ ہے جو ہمیں ائرپورٹ پر نظر آتا ہے۔

مسجد مخالفت اور توڑ پھوڑ کا نشانہ بنی رہی ہے۔ کئی سالوں سے 24 گھنٹے اس کی نگرانی رکھی جا رہی ہے۔ الغرض خلیفۂ وقت کی آمد کی وجہ سے اس کی سیکورٹی کو مزید بڑھا دیا گیا ہے۔ دوسرے مسلمان، احمدیوں کو مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ اس عمارت کو مسجد تسلیم نہیں کرتے۔ جب Aften اخبار کے صحافیوں کو مسجد کا دورہ کروایا گیا تو خلیفۂ وقت یہاں موجود تھے اور بہت سے لوگ ملاقات کے لئے حاضر تھے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر173

مکرم بشیر العابدین آغا صاحب (2)

گزشتہ قسط میں ہم مکرم بشیر عابدین صاحب کی کہانی میں یہاں تک پہنچے تھے کہ ایک طرف تو عیسائی پادری کے حملہ کے دفاع کے لئے سوائے احمدیوں کے کوئی میدان میں نہ تھا اور دوسری طرف وہ مسلمان جنہیں اس عظیم خدمت پر احمدیوں کا احسان مند ہونا چاہئے تھا وہ الٹا انہیں کافر قرار دے رہے تھے۔اب اس سے آگے مکرم بشیر عابدین صاحب کہتے ہیں کہ:

یہ صورتحال دیکھ کر مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ خدا تعالیٰ ایک جھوٹے شخص کے پیروؤں کی عقلی ونقلی قاطع دلائل کے ساتھ کیوں مدد کرے گا اور وہ بھی خصوصًا ایسے وقت میں جبکہ اپنی سچائی کے دعویدار دیگر مسلمان سارے ہی بے بس دکھائی دے رہے ہوں۔کوئی تو ایسی بات ان احمدیوں میں ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسلام کے دفاع کے لئے ان کی نصرت فرما رہا ہے۔

تحقیق کی ابتدا اور اس کا طریق

یہ سوچ کر مَیں نے اس بارہ میں تحقیق کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔مَیں نے اپنی تحقیق کے لئے صرف دو ہی امکان سامنے رکھے۔

1۔ یا تو یہ جماعت جھوٹی ہے اور اس کے بانی کا دعویٔ نبوت بھی جھوٹا ہے۔ایسی صورت میں ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

2۔ یا پھر یہ سچوں کی جماعت ہے اور اس کے بانی حقیقت میں وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں جن کی بشارت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔اور ایسی صورتحال میں ان کی بیعت کرنا اور ان کی جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے۔

پھر مَیں نے اس حقیقت تک پہنچنے کے لئے بھی دو طریق اختیار کئے۔

1۔ خدا تعالیٰ سے روزانہ یہ دعا کرنی شروع کر دی: اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ۔ یعنی اے خدا تو ہمیں حق کو حق کر کے دکھادے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق بھی عطا فرما اور باطل کو باطل کر کے دکھادے اور ہمیں اس سے مجتنب رہنے کی توفیق بھی عطا فرما۔

2۔ مَیں نے اور میری بیوی نے مل کر روزانہ چھ سے سات گھنٹے تک ایم ٹی اے کی نشریات دیکھنا شروع کر دیں۔

روز بروز علمی لحاظ سے احمدیت کی حجت ہمارے لئے قوی سے قوی تر ثابت ہوتی گئی اور ہمارے دلوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کا یقین راسخ ہوتا گیا۔ اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کے مختلف پروگرامز کے دوران ہم احمدیوں کے اخلاق سے بھی بہت متاثر ہوئے۔ان میں سے ایک پروگرام کا ذکر مَیں بطور خاص یہاں کرنا چاہوں گا جس میں بائبل میں مذکور کسی موضوع کے بارہ میں جواب دیتے ہوئے بیت المقدس کے پادری پیٹر مدروس کو خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جس کے ردّ عمل کے طور پر انہوں نے جان بوجھ کر مکرم ہانی طاہر صاحب کا نام لینے کی بجائے یہ کہا کہ وہ داڑھی والا شخص جو درمیان میں بیٹھا ہے اس نے یہ کہا ہے۔{یوں تو ہر معاشرے میں ہی یہ بات معیوب سمجھی جاتی ہے کہ جسے آپ جانتے ہیں اس کا نام ایسے لیا جائے جیسے کوئی نامعلوم شخص ہو، لیکن عرب معاشرے میں یہ نہایت معیوب بات ہے کہ کسی جانے پہچانے آدمی کو ایسے مخاطب کیا جائے جیسے وہ کوئی بالکل غیر معروف شخصیت ہو۔ندیم}

مَیں نے کتنے ہی ایسے ٹاک شوز دیکھے تھے جن میں ایسی باتوں کو ہرگز برداشت نہیں کیا جاتا تھا اور اکثر بات گالی گلوچ اور تُو تُو مَیں مَیں پر ختم ہوتی تھی، اس لئے مجھے ہانی صاحب کے ردّ عمل کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔لیکن حیرت سے میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا کہ جب ہانی صاحب کی باری آئی تو انہوں نے اس غیر اخلاقی رویّے پر کوئی تبصرہ کئے بغیر کہا کہ پادری پیٹر مدروس صاحب نے جو دلائل دیئے ہیں بائبل تو اس کے برعکس بات کرتی ہے، اور پھر اپنے دلائل دینے شروع کر دیئے اور اس غیر اخلاقی حرکت کے بارہ میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔

اس واقعہ سے مَیں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یقیناً یہ احمدی اخلاق ہیں اور یہ اس جماعت کے بانی کی تعلیم وتربیت کا اثر ہے جو ان احمدیوں کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکا تھا جسے حق کا ہر متلاشی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

والد اور بھائیوں کو تبلیغ

ان دنوں مَیں نے احمدیت کے قوی دلائل کے ساتھ لوگوں سے بحث مباحثہ بھی شروع کر دیا اور ان کے پاس جواب نہ پا کر احمدیت کی صداقت میرے دل میں مزید راسخ ہوگئی جس کے ساتھ اخلاقی اور روحانی تبدیلی بھی پیدا ہونی شروع ہوگئی۔اس عرصہ میں میرا اپنے والدین اور بھائی کے گھروں میں بھی آنا جانا رہا اور میرے اندر واقع تبدیلی دیکھ کر انہوں نے اس کا سبب پوچھا تو مَیں نے انہیں احمدیت کے بارہ میں بتایا۔اس پر میرے بھائی عبد القادر اور محمد کے ساتھ میری بہت گرما گرم بحثیں ہوئیں بلکہ میرے بھائی عبد القادر نے تو بڑے سخت لہجے میں مجھے کہا کہ: ’’تم نے کیا یہ روز روز کا تماشا بنایا ہوا ہے کہ آئے دن ایک نیا دین لے کر ہمارے پاس آجاتے ہو؟ کبھی کہتے ہو اہلسنت حق پر ہیں کبھی تم شیعہ ہو جاتے ہو اور آج ہمیں کہتے ہو کہ ہندوستان سے ظاہر ہونے والا نبی سچا ہے۔کچھ خدا کا خوف کرو، نہ خود گمراہی کے راستے پر چلو اور نہ ہمیں اس کی طرف بلاؤ۔‘‘ اسکے جواب میں میں ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتا رہا۔

احمدیت کی صداقت کا یقین

2007ء کے اواخر میں میرے اور میری بیوی کے دل میں احمدیت کی صداقت گھر کر گئی۔اور ہم نے دل سے خدا تعالیٰ کو گواہ بنا کر اس بات کی گواہی دی کہ ہم ایک منادی کرنے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس پر ایمان لے آئے ہیں اب تو ہی ہمارے گناہ بخش اور ہمیں نیکوں میں شامل فرمالے۔ہم تیرے فرستادے مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی اور مسیح موعود مان کر اس پر ایمان لاتے ہیں، تو بھی ہمیں اس جماعت میں قبول فرمالے اور افرادِ جماعت کے ساتھ جلد ہمیں ملادے۔

دوسری طرف اپریل 2008ء تک میری اپنے والد اور دونوں بھائیوں کے ساتھ بات چیت جاری رہی اور سب اپنے اپنے گھروں میں ایم ٹی اے دیکھتے رہے حتی کہ میرے والد صاحب مختلف جوانب سے تحقیق کرنے کے بعد احمدیت کی سچائی کو دل سے ماننے کے لئے تیار ہوگئے تاہم ان کے راستہ میں ایک روک باقی رہی اور وہ تھی جنّوں کا تصور۔وہ یقین رکھتے تھے کہ ایسے جن موجود ہیں جو انسانوں کی عقلوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور ان سے مختلف حرکات سرزد کرواتے ہیں۔وہ جنّوں سے متعلق آیات اور احادیث نیز مختلف تفاسیر سے اس بارہ میں تفصیل نکال کر کہتے کہ اگر جنّوں کے بارہ میں جماعت کا موقف مختلف نہ ہوتا تو میرے نزدیک یہ جماعت سچی تھی۔

جماعت سے رابطہ

اپریل 2008ء میں مَیں نے ہمت کر کے ایم ٹی اے پر دیئے گئے نمبر پر لندن فون کیا تو برادرم محمد اویس السعودی صاحب سے میری بات ہوئی۔مَیں نے کچھ بات کرنے کے بعد عرض کی کہ جماعت احمدیہ شام کے کسی فرد کو ہماری طرف بھیجا جائے تا کہ ہماری بیعت کی کارروائی مناسب طور پر مکمل ہو سکے۔انہوں نے کہا کہ مَیں ابھی کوشش کرتا ہوں اور کچھ ہی دیر میں آپ سے کوئی رابطہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

مَیں نے فون رکھ کر بے صبری سے انتظار کرنا شروع کر دیا۔ پندرہ منٹ بہت ہی لمبے ثابت ہوئے لیکن اس کے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف سے بہت پیار سے کسی نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور پوچھا آپ بشیر عابدین ہیں؟ یہ جماعت احمدیہ دمشق کے مکرم عبد القادر عودہ صاحب تھے۔ یہ آواز سنتے ہی میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ پہلی دفعہ اس طرح اپنے ملک سے ہی کسی احمدی کو خود سے مخاطب پا کر مَیں جذباتی ہوگیا اور انہیں ایک لمحے میں ہی سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا۔مَیں نے ان سے پوچھا کہ ہماری بیعت کی کارروائی مکمل کرنے کیلئے کب ملاقات ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ دو روز میں ہمارے شہر حلب آنے والے ہیں۔دو دن گزرنے کے بعد مَیں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے کہا کہ اگلے دو تین دن میں وہ آنے کی کوشش کریں گے۔ جب یہ وقت بھی گزر گیا اور مَیں نے دوبارہ انہیں فون کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں اور صحتیاب ہوتے ہی ہماری طرف آنے کی کوشش کریں گے۔ کچھ دن ٹھہر کے مَیں نے خود دمشق جانے کا عزم کیا اور عبد القادر صاحب کو فون کر کے بتا دیا کہ مجھ میں اب صبر کی طاقت نہیں ہے اس لئے مَیں کل دمشق آرہا ہوں۔400 کلومیٹر کا سفر طے کر کے مَیں جب دمشق پہنچا اور سیرین نیوز ایجنسی کی بڑی بلڈنگ کے سامنے جا کر کھڑا ہوگیا۔گو کہ عبد القادر صاحب نے مجھے یہیں کھڑے ہونے کا کہا تھا لیکن اس وقت وہاں کافی ہجوم تھا اور ہم ایک دوسرے کو جانتے بھی نہ تھے پھر بھی نہ جانے کیسے ایک شخص جو کہ دور سے فون پر کسی کے ساتھ بات کرتا ہوا آرہا تھا جب میرے پاس پہنچا تو بے ساختہ میرے گلے سے لگ گیا۔یہی عبد القادر صاحب تھے۔وہاں انہوں نے ایک اور شہر ’’حماہ‘‘ سے ایک دوست مکرم مصطفیٰ جمعہ صاحب کو بھی بلایا ہوا تھا۔ ہم سب مل کر ایک اور احمدی دوست مکرم یوسف رعد صاحب کے ساتھ ایک جگہ دوپہر کا کھانا کھانے گئے وہاں بیٹھ کر اور باتیں کر کے مَیں نے محبت اور تعلق اور قلبی اخوت کی حقیقی چاشنی کو محسوس کیا۔مَیں سوچ رہا تھا کہ کوئی ہمیں یوں دیکھ کر کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا آپس میں تعارف ابھی ایک گھنٹہ قبل ہوا ہے۔ یہ ایسی ہی محبت ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيْعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۔(الانفال:64) یعنی اگر تو وہ سب کچھ بھی خرچ کر دیتا جو اس زمین میں ہے تب بھی ان کے دلوں کے مابین محبت نہ پیدا کرسکتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ان کے درمیان الفت پیدا فرمادی ہے۔

محمدی اخلاق

پھر عبد القادر صاحب ہمیں اپنے گھر لے گئے اس دوران دو تین عجیب واقعات رونما ہوئے جن کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

جب بھی آدمی کسی اجنبی کے گھر جاتا ہے تو اپنے گھر جیسا احساس تو نہیں ہوتا کیونکہ کئی قسم کے امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔لیکن مَیں نے عبد القادر عودہ صاحب کے گھر جا کر دیکھا بلکہ اس کے بعد جب بھی کسی احمدی کے گھر میں گیا تو مجھے اپنے گھر کا ہی احساس ہوا۔

جب ہم عبد القادر صاحب کے گھر جا رہے تھے تو ان کی والدہ کا فون آیا۔ وہ ان کے ساتھ اس قدر محبت و احترام سے بات کر رہے تھے کہ مَیں نے پہلی دفعہ کسی کو والدہ کی اس قدر عزت وتوقیر کرتے ہوئے دیکھا۔وہ ان سے بار بار دعا کرنے کی درخواست کر رہے تھے۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047- 6212515

0300-7703500

مَیں سوچنے لگا کہ اپنی بزرگ والدہ سے محبت تو مَیں بھی اتنی ہی کرتا ہوں لیکن مَیں نے کبھی انہیں اس محبت کا احساس نہیں دلایا۔ ان سے عزت وتکریم اور احترام سے لبریز محبت کا اظہار یقیناً ان کے دل میں ایک خوشگوار احساس پیدا کرنے والا ہوگا اور میرے لئے مزید دعاؤں کا سبب ثابت ہوگا۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ عبدالقادر صاحب کی بیوی کا بھی فون آ گیا۔ وہ اپنی بیوی سے جس محبت سے پیش آ رہے تھے یہ بھی میرے لئے ایک عجیب بات تھی۔ مَیں تو ابھی تک یہی سمجھتا تھا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح بات کرنا آدمی کی مردانگی کے خلاف بات ہے۔ لیکن یہی تو صحیح اسلام ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا جس پر عمل کرنے والی جماعت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں متعارف کروا دیا تھا۔

رات بسر کرنے کے بعد صبح سویرے مَیں مکرم عبدالقادر صاحب کو ساتھ لے کر اپنے شہر واپس آ گیا۔

والد صاحب کی بیعت

گھر پہنچتے ہی مَیں نے انہیں کہا کہ میرے والد صاحب کی بیعت کے رستہ میں صرف جنوں کا مسئلہ رکاوٹ ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو بہت آسان ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے والد صاحب کے لئے اس مسئلہ کی وضاحت شروع کی۔ ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد میرے والد صاحب نے کہا کہ مجھے بیعت فارم دیں مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے یہ لمحہ عجیب خوشیاں اور مسرتیں لے کر آیا۔ میں نے اس نعمت پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

بھائی کی بیعت کا مرحلہ

ابھی مکرم عبدالقادر عودہ صاحب ہمارے گھر میں بات چیت میں مصروف تھے کہ میرا بھائی (جس کا نام بھی عبدالقادر ہے) گھر میں داخل ہوا۔ اس کی گرم طبیعت اور احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ ہمارے مہمان کے ساتھ کوئی بحث ہی نہ کرنے لگ جائے اور کوئی سختی کا کلمہ نہ کہہ دے۔ لیکن میرا بھائی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر سننے کے بعد اجازت لی اور اپنے کام پر چلا گیا۔

عبدالقادر عودہ صاحب نے جاتے ہوئے مجھے کہا کہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرنا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ عنقریب بیعت کر لے گا۔ مجھے ان کی اس بات سے حیرت ہوئی کیونکہ مَیں اپنے بھائی کے خیالات اور طبیعت سے واقف تھا۔ تاہم مَیں نے یہ دعا کرنی شروع کردی: رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَأَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ (الأنبیاء: 90)۔ یعنی اے میرے ربّ مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور تو وارث ہونے کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔

ایک عجیب رؤیا

اس دعا کے بعد مَیں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ہمارا سارا خاندان ایک ایسے گھر میں جا بسا ہے جو نہایت خوبصورت اور سفید رنگ کا ایک محل ہے جس کے سامنے ایک کھلا صحن ہے جس میں ہمارے بچے کھیل رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد دیکھتا ہوں کہ شمال کی جانب سے ایک سخت طوفان آ رہا ہے۔ یہ طوفان ہمارے گھر کے قریب پہنچتا ہے تو اس میں سے بہت سے بھیڑیئے اور سانپ نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مجھے صحن میں کھیلنے والے بچوں کی فکر ہوتی ہے اور مَیں انہیں بچانے کے لئے دوڑتا ہوں۔ مَیں اپنے بھائی عبدالقادر کو بھی مدد کے لئے بلاتا ہوں جو کہ دوڑتا ہوا ان بھیڑیوں اور سانپوں کی طرف لپکتا ہے تو وہ سب چیختے ہوئے خوف کے مارے وہاں سے بھاگنے لگتے ہیں یہاں تک کہ وہ سب بھاگ گئے اور ایک بڑا سانپ گھر کے پاس رہ جاتا ہے جسے مَیں پتھر مار مار کر مار دیتا ہوں۔

مَیں نے جب اس رؤیا کے بارہ میں مکرم عبد القادر عودہ صاحب کو بتایا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تمہارا بھائی جلدی بیعت کرنے والا ہے۔

مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں!

اس رؤیا کے بعد میری اور میرے والد صاحب کی میرے بھائی عبدالقادر کے ساتھ بحث جاری رہی۔ ہم ایم ٹی اے دیکھتے اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ بالآخر میرے بھائی نے اپنا آخری موقف یہ سنایا کہ جو چشمہ کے پاس بیٹھا ہوا ہو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ یہ جگہ چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کی طرف بھاگنا شروع کر دے؟ فرض کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں پھر بھی ہمارے پاس قرآن وسنت ہے جو کہ چشمہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ ہماری ہدایت کے لئے کافی ہیں۔ قرآن وسنت کے بعد کسی اور طرف دیکھنے کی کیا حاجت ہے؟ ہم نے انہیں بہتیرا کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی خبر خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے اس لئے یہ اسی چشمہ کا امتداد ہے اور مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بحر کمال سے ہی تو فیوض کا چشمہ بہا رہے ہیں۔

بہرحال یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی اور اس کے بعد ہماری آپس میں احمدیت کے موضوع پر بات نہ ہوئی۔ کافی دن گزرنے کے بعد میرا یہ بھائی ایک دن میرے گھر آیا اور مجھ سے عبدالقادر عودہ صاحب کا فون نمبر مانگا۔ مجھے اس کے اس سوال پر حیرت بھی ہوئی اور فکر بھی۔ اس کے رویے کو دیکھتے ہوئے مجھے گمان ہوا کہ کہیں میرا بھائی عبدالقادر عودہ صاحب کو فون کر کے یہ ہی نہ کہہ دے کہ ہمارے خاندان کا پیچھا چھوڑ دو، بہرحال جب انہوں نے اصرار کیا تو مَیں نے پوچھا کہ آخر تمہیں ان کا نمبر کیوں چاہئے؟ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد جب وہ بولنے لگا تو اس کے آنسو اس کے الفاظ پر غالب آ گئے اور اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا: مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

ایک لمحے کے لئے مجھے اپنی سماعت پر یقین نہ آیا کہ جو سن رہا ہوں وہ حقیقت ہے یا کوئی خواب۔ پھر اس کے حقیقت ہونے کے یقین کے ساتھ ہی میرے جذبات کا ریلا میرے تن بدن کی حدود کو بھی توڑتا چلا گیا اور مَیں آنسوؤں کی موسلا دھار بارش میں اپنے بھائی کو کبھی گلے سے لگاتا اور کبھی اسے چومنے لگتا۔

کچھ دیر کے بعد مَیں نے اسے عبدالقادر عودہ صاحب کا فون نمبر دیا تو فون کرتے ہوئے میرے بھائی نے عبدالقادر عودہ صاحب کو نہایت محبت اور گرمجوشی سے دوبارہ حلب آنے کی دعوت دی نیز کہا کہ اس دفعہ جب آپ آئیں تو اپنے ساتھ کافی سارے بیعت فارم بھی لیتے آئیں کیونکہ ہمارا سارا خاندان بیعت کرنے کے لئے تیار ہے۔

بھائی کی بیعت کا سبب ایک رؤیا

بعد میں میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ اس نے بیعت کا فیصلہ ایک رؤیا کی بنا پر کیا تھا۔ انہوں نے رؤیا میں والد صاحب کو اور مجھے دیکھا کہ ہم ایک دریا کے نچلی جانب سے پانی پی رہے ہیں اور سیراب ہو کر اپنے سر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور مسکراتے ہیں، جبکہ وہ ایک اور مقام پر جا کر پانی پیتا ہے لیکن جوں جوں پیتا جاتا ہے اس کی پیاس بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی آنکھ کھل گئی اور خواب میں کثرت سے پانی پینے کی وجہ سے اس کے حلق میں درد ہو رہی تھی۔

میرے بھائی نے بتایا کہ وہ مخالفت تو کرتا تھا لیکن جماعت کے ٹی وی چینل کو مستقل طور پر دیکھتا اور اپنی بیوی کے ساتھ اس بارہ میں بات کرتا رہتا تھا۔ بالآخر غور وفکر اور تدبر نے انہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے یقین تک پہنچا دیا۔ ایسے موقعہ پر انہوں نے خدا تعالیٰ سے راہنمائی کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مذکورہ رؤیا دکھایا جس سے انہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کیلئے انشراح صدر ہو گیا۔

تمام خاندان کی بیعت

مکرم عبدالقادر عودہ صاحب تشریف لائے اور 20 مئی 2008ء کا دن ہمارے خاندان کے لئے ایک ایسا یومِ سعد تھا جو ہمارے دل ودماغ میں نقش ہو چکا ہے۔ یہی وہ دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اندھیروں سے نکال کر نورِ علم وایمان کی نعمت عطا فرما دی۔ ہمارے دلوں میں لوگوں کے متعلق حقد وکینے کی جگہ محبت وعطوفت اور شفقت کے جذبات پیدا فرما دیئے۔ ہماری بے مغز عبادتیں اب دعاؤں سے بھر گئیں اور حقیقی تسکینِ قلب میسر آنے لگی۔ بلا شبہ یہ سب اس شخص کی بیعت میں آنے کا نتیجہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اس ظلمت کدہ میں روشنی کی کرنیں بکھیرنے کے لئے بھیجا تھا تا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے دلوں کو منور کر دے اور حق کے متلاشی نفوس کی پاکیزگی کا سامان کرے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

(باقی آئندہ)

ساؤتومے میں ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کا تذکرہ

(رپورٹ: مرزا انوار الحق۔ مبلغ سلسلہ ساؤتومے)

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے ماہ ستمبر 2011ء میں مکرم ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے ساؤتومے کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے موقع پر نیشنل ہسپتال کے لئے ایک جدید ایمبولینس اور ہسپتال کے لئے چوبیس بیڈز تحفہ کے طور پر دیئے گئے۔

اسی طرح منسٹری آف ڈیفینس کو ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے تین کمپیوٹر انسٹال کر کے دیئے گئے۔ ان دونوں واقعات کی اخبارات اور ٹی وی پر خوب تشہیر ہوئی۔

اس دورہ کے دوران مختلف وزراء اور حکام کے ساتھ ملاقاتیں کی گئیں اور مختلف خدمات کے سلسلہ میں باہمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

سب سے اہم ملاقات وزیراعظم کے ساتھ تھی جن کو ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف کروایا گیا اور ماضی میں کئے گئے اقدامات سے آگاہ کیا گیا۔ وزیراعظم نے ہیومینٹی فرسٹ کی ان خدمات کی تعریف کی اور ایسے کاموں کو جاری رکھنے کی درخواست کی۔ صدر صاحب خود مسلمان ہیں اور اس ملک کے پہلے مسلمان وزیراعظم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں مسلمان اور عیسائی ملک کی ترقی کے لئے مل کر کام کریں۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں بھی اختصار کے ساتھ بتایا گیا اور یہ بھی بتایا کہ اب اسلام کی ترقی احمدیت کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اس پر وزیراعظم صاحب نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ دوبارہ کسی وقت مجھے ملیں اور تفصیل کے ساتھ جماعت کے بارہ میں بتائیں تا کہ مستقبل کے لئے آپ کے ساتھ پلان بنائے جائیں۔ ان کو بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ اپنے محدود وسائل کے ساتھ اسلامی تعلیم کو پھیلانے کا کام کر رہی ہے۔ اور ساؤتومے میں ہمارے مبلغین کی کوششوں کے بارہ میں بتایا جس پر وزیراعظم نے بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ساؤتومے میں ایک اور مسلمان گروپ بھی ہے لیکن ان کی سرگرمیاں محدود ہیں اور وہ ملک کی بہبود کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔

تمام افسران نے یہ درخواست کی کہ ہمارے ملک کی مزید مدد کی جائے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی یہ خدمات ساؤتومے میں اسلام کی ترقی کا باعث بنائے۔ آمین

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

گزشتہ خطبہ جمعہ میں جنگ احزاب کے دوران ایک دن دشمن کے لگاتار حملوں کی وجہ سے بعض نمازوں کے جمع کرنے سے متعلق بیان کی گئی روایت کے سلسلہ میں اہم اور ضروری وضاحت۔
جماعتی اداروں کو مختلف روایات کی اشاعت سے متعلق ضروری تحقیق کرنے کی تاکیدی ہدایت۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خالہ محترمہ صاحبزادی امتہ النصیر صاحبہ کی وفات اور مرحومہ کے فضائل حمیدہ اور جماعتی خدمات کا تذکرہ۔ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو ضروری نصائح۔

مکرم مولانا عبدالوہاب احمد صاحب شاہد (مربی سلسلہ) اور مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب چانڈیو، (مربی سلسلہ) کی وفات اور مرحومین کا ذکر خیر۔
نماز جمعہ وعصر کے بعد مرحومین کی نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 رنومبر 2011ء بمطابق 18 رنبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کو مَیں نے حدیث کی ایک روایت بیان کی تھی کہ جنگِ احزاب میں ایک دن ایسا آیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو پانچوں نمازیں دشمن کے لگاتار حملوں کی وجہ سے جمع کر کے پڑھنی پڑیں۔ اس پر ہمارے عربی ڈیسک کے (محمد احمد) نعیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ مجھے بھجوایا جو اس روایت کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بعد کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ اس زمانے کے امام ہیں۔ بلکہ روایات کے متعلق آپ نے بیان فرمایا کہ مَیں نے خود رؤیا میں یا کشف کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں یا آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 10 حصہ اول۔ صفحہ نمبر 262 روایت حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحبؓ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

پس اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جو روایت مَیں نے بیان کی تھی یہ حدیث کی بعض کتب میں ہے۔ لیکن اصل واقعہ اس طرح نہیں تھا اور احادیث کی سب کتب اس پر متفق بھی نہیں ہیں۔ جو روایت ہے وہ پانچ نمازوں کی نہیں۔ جن حدیثوں میں بھی ہے، پانچ نمازوں کی نہیں بلکہ چار نمازوں کی ہے۔ لیکن اس پر بھی اختلاف ہے اور زیادہ معتبر یہی ہے کہ صرف عصر کی نماز ہی مغرب کے ساتھ پڑھی گئی یا تنگی وقت کے ساتھ ادا کی گئی۔

اس بارے میں علم کی خاطر بعض روایات بھی پیش کر دیتا ہوں، بعض لوگوں کا شوق بھی ہوتا ہے۔

جہاں تک چار نمازوں کے جمع کرنے کا سوال ہے، یہ سنن ترمذی کی روایت ہے اور وہ حدیث اس طرح ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابوعبیدہ بن عبداللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا کہ مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے روز چار نمازوں سے روکے رکھا، یہاں تک کہ جتنا اللہ نے چاہا رات کا حصہ چلا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو ارشاد فرمایا تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھائی۔ اور پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی تو آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ سنن ترمذی کی کتاب، کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الرجل تفوتہ الصلوات بایتھن یبدء حدیث 179)

اور اسی طرح بیہقی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے اور سعودی عرب میں کوئی مکتبہ، مکتبۃ الرشد ہے انہوں نے 2004ء میں یہ شائع کی تھی، وہاں سے بھی یہ ملتی ہے۔

(السنن الکبریٰ از امام بیہقی کتاب الصلاۃ ، ذکر جماع ابواب الاذان و الاقامۃباب صحۃ الصلاۃ مع ترک الاذان والاقامۃ او ترک احدھما حدیث 1954 جلد 1 صفحہ 541-540 ، مکتبۃ الرشد سعودی عرب 2004ء)

لیکن صحیح بخاری، مسلم اور سنن ابی داؤد میں حضرت علیؓ کے حوالے سے جو حدیث ہے وہ اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے ہمیں صلوٰۃِ وُسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد و السیر باب الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ و الزلزلۃ حدیث 2931)

(مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر حدیث 1420)

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی وقت صلاۃ العصر حدیث 409)

تو اس سے یہی استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ نماز عصر تھی۔ بہرحال جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں کے ضائع ہونے کی اس قدر تکلیف تھی کہ آپ نے دشمن کو بددعا دی۔ یہاں تو پھر اس کی اہمیت اس مضمون کے تحت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ایک وقت کی نماز کا ضائع کرنا بھی آپ کو برداشت نہیں تھا اور آپ نے دشمن کو سخت کہا۔

اس بارے میں صحیح بخاری کی ایک روایت ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو عصر کی نماز بھی نہیں ملی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا! مَیں نے بھی نہیں پڑھی۔ اس پر ہم اُٹھ کر بُطحان کی طرف گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی اس کے لئے وضو کیا اور سورج غروب ہونے کے بعد آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت حدیث 596)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بخاریؒ کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابنِ عربیؒ نے اس بات کی تصریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نماز جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکے رکھا گیا تھا وہ صرف ایک نماز تھی یعنی نمازِ عصر۔ اس نماز کی ادائیگی یا تو اُس وقت کی گئی تھی جب مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا تھا یا یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کا آخری وقت تھا جب عصر کی نماز ادا کی گئی۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لعلامہ ابن حجر عسقلانی جلد 2 صفحہ 89-88 کتاب مواقیت الصلاۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت حدیث 596 ـ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر جو تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ اب پڑھ دیتا ہوں۔ ایک عیسائی پادری فتح مسیح صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ اعتراض کئے اور ایک بڑا گندہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تو اس کا جواب آپ نے نور القرآن حصہ دوم میں دیا ہے۔ مختلف قسم کے اعتراضات ہیں، اُن کے جواب ہیں۔ اُس میں ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چار نمازیں نہیں پڑھیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جواب فرمایا وہ اُس میں لکھا ہوا یہ ہے کہ آپ فتح مسیح کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور آپ کا یہ شیطانی وسوسہ'' (یعنی فتح مسیح کا یہ شیطانی وسوسہ) ''کہ خندق کھودتے وقت چاروں نمازیں قضا کی گئیں۔ اول آپ لوگوں کی علمیت تو یہ ہے کہ قضا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اے نادان قضا نماز ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ترکِ نماز کا نام قضا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی نماز ترک ہو جاوے'' (چھٹ جاوے) ''تو اُس کا نام فوت ہے۔ اسی لئے ہم نے پانچ ہزار روپے کا اشتہار دیا تھا کہ ایسے بیوقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں جن کو ابھی تک قضا کے معنی بھی معلوم نہیں''۔ اس بارے میں عموماً ہمارے ہاں بھی بعض لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ قضا کا مطلب یہی ہے کہ نماز ضائع ہو گئی۔ حالانکہ قضا کا مطلب ہے ادائیگی کی گئی۔ اور کچھ وقت کے بعد نماز کی ادائیگی ہو گئی''۔

فرماتے ہیں کہ ''جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے

کہ امورِ دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے‘‘۔ (یہ جو گہرے امور ہیں ان پر کسی قسم کا اعتراض کرے۔) ’’باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں۔ اس احمقانہ وسوسے کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے‘‘۔ (یعنی کسی قسم کی کوئی تنگی اور سختی نہیں) ’’یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو۔ اس لئے اُس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے۔ مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں‘‘۔ (یعنی چار نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں ہے) ’’بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃُ العَصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔ اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرا بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں‘‘ (یعنی ادا ہی نہیں کی گئی تھیں۔) ’’چار نمازیں تو خود شرع کی رُو سے جمع ہوسکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔ اور مغرب اور عشاء۔ ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو رَد کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی‘‘۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 390-389)

پس آپ علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد، اس مہر ثبت کرنے کے بعد یہ چار نمازیں پڑھنے والی بھی جو حدیث ہے وہ بھی غلط ہے۔ صرف عصر کی نماز کا ہوا تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اُس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دُکھ تھا کہ آپ نے دشمن کو برا کہا اور کہا کہ ہماری نمازیں ضائع کر دی ہیں۔ بہرحال یہ حدیث جو مَیں نے پچھلی دفعہ خطبہ میں پڑھی تھی اس کو پڑھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ ہمارے لٹریچر میں بھی جہاں اس کا ذکر ہے وہاں اصلاح ہو جائے گی۔ ایک تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سیرۃ النبیؐ کی جو کتاب ہے اُس میں بیان ہوئی ہے لیکن وہاں صحیح رنگ میں بیان ہوئی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اور وہاں آپ نے ولیم میور کے الفاظ لکھے ہیں جس نے چار نمازیں جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن حضرت میاں صاحب نے (مرزا بشیر احمد صاحب نے) وہاں اس کے بیان کی نفی کر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو فیصلہ ہے کہ صرف عصر کی نماز بے وقت ادا ہوئی تھی، جو حدیثوں میں بھی ملتا ہے، بخاری سے ہی ملتا ہے، اُسی کے مطابق اُس کی وضاحت کی ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ صفحہ 588 ایڈیشن سوم 2003)

لیکن ایک اور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 23 مئی 1986ء میں اپنے ایک خطبے میں پانچ نمازوں کے جمع ہونے کا بیان فرمایا ہے اور مسند احمد بن حنبل کے حوالے سے بھی یا بخاری کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ لیکن طاہر فاؤنڈیشن نے جو خطبات شائع کئے ہیں اُس میں بخاری کتاب المغازی کا حوالہ دیا ہوا ہے حالانکہ وہاں بخاری میں اس کتاب المغازی کے تحت یہ اس طرح بیان نہیں ہوئی۔

(خطبات طاہر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 377 تا 379۔ (خطبہ جمعہ 23 مئی 1986ء) طاہر فاؤنڈیشن ربوہ)

مَیں عموماً اصل حدیثیں خود دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن مَیں نے حدیث کا یہ حوالہ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اُس خطبہ میں دیکھا تھا اس لئے مَیں نے چیک نہیں کیا۔ اور پھر یہ حوالہ بھی (درج) تھا اس لئے غلطی بھی بہرحال ہوئی۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس غلطی کا فائدہ ہوا۔ ایک تو لٹریچر میں جہاں کہیں بھی اگر ہے تو درستی ہو جائے گی۔ دوسرے مجھے خود بھی احساس ہو گیا ہے کہ بعض دفعہ جو حوالے کہیں سے لیتا ہوں اُن کو مزید چیک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

تیسرے یہ کہ ہمارے ادارے یہ خیال رکھیں کہ جب پہلے خلفاء کی بھی تقریر یا خطبہ شائع کر رہے ہوں تو اصل حوالہ اور اگر اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ارشاد ہو تو اُسے ضرور دیکھنا چاہئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو خود کوئی ٹھیک نہیں کرے گا بلکہ خلیفۂ وقت سے ہی پوچھنا چاہئے۔ اور پہلے خلفاء کا اگر کہیں بیان ہوا ہے تو اُن حوالوں کی صحیح روایت احادیث میں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب میں کہیں ملتی ہے تو اُس کے مطابق درستی ہونی چاہئے لیکن وہ خلیفۂ وقت سے پوچھ کر درستی ہوگی۔ اس لئے طاہر فاؤنڈیشن والوں کو بھی اس خطبے میں جو 1986ء کا خطبہ ہے، جہاں پانچ نمازوں کے جمع ہونے کی یہ مثال دی گئی ہے، اس کی اصلاح کرنی چاہئے تھی۔ اب آئندہ ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کریں۔ کس طرح کرنی ہے؟ وہ مجھے لکھ کر بھجوائیں گے تو پھر اُن کی رہنمائی کی جائے گی کہ کس طرح اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور آئندہ بھی یہی اصول ہے۔ جو بھی خلفاء ہوں گے وہ پچھلے خلفاء کی (تحریر میں) اگر کہیں غلط روایت آ جاتی ہے تو وہ اپنی ہدایت کے مطابق ٹھیک کریں گے لیکن من وعن اُس کو بغیر تحقیق کے شائع کر دینا غلط طریق ہے جبکہ دوسری روایات موجود ہوں یا بعض روایات مشکوک ہوں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کے بارے میں فیصلہ ہو تو پھر پوری تحقیق ہونی چاہئے۔ بہرحال اس وضاحت کو مَیں ضروری سمجھتا تھا اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کا یہ فائدہ سب کو ہو گیا ہے کہ واقعاتی اور علمی صورت بھی سامنے آ گئی ہے۔ اُس کی بھی اصلاح ہوگئی اور بعض ضمنی علمی باتیں بھی سامنے آ گئیں اور انتظامی رہنمائی بھی ہوگئی۔

اب اس کے بعد مَیں جس مضمون کی طرف آنا چاہتا ہوں وہ گزشتہ دنوں وفات پانے والے چند بزرگان کا ذکرِ خیر ہے جن میں سے سب سے پہلے مَیں بیان کروں گا کہ گزشتہ ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ جو میری خالہ بھی تھیں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْـہِ رَاجِـعُوْنَ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 82 سال تھی اور ماشاء اللہ آخر وقت تک ایکٹو (Active) تھیں۔ تین چار دن پہلے دل کی تکلیف ہوئی۔ ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے علاج کیا۔ ایک نالی کی اینجو پلاسٹی وغیرہ بھی ہوئی۔ اُس کے بعد ٹھیک بھی ہو رہی تھیں لیکن لگتا ہے کہ پھر دو تین دن بعد دوبارہ اچانک ہارٹ اٹیک ہوا ہے جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ہسپتال میں ہی تھیں۔ اور اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ مرحومہ بہت ہنس مکھ، خوش مزاج اور دوسروں کا ہر طرح سے خیال رکھنے والی تھیں۔ ظاہری مالی مدد بھی اور جذبات کا خیال رکھنا بھی آپ کا خاص وصف تھا۔ ان کے جاننے والوں کے جو تعزیت کے خط مجھے آ رہے ہیں، اُن میں یہ بات تقریباً اُن کے ہر واقف نے لکھی ہے کہ اُن جیسے بے نفس اور دوسروں کے احساسات اور جذبات کا گہرائی سے خیال رکھنے والے ہم نے کم دیکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان خالہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں میں اُنہیں جگہ دے۔

ان کی پیدائش اپریل 1929ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کے بطن سے ہوئی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حرمِ ثالث تھیں، تیسری بیوی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات جب ہوئی ہے تو صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صرف ساڑھے تین سال کی تھیں۔ تو آپ کے بچپن کے جذبات اور احساسات کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک مضمون میں کھینچا ہے۔ وہ ایسا نقشہ ہے جسے پڑھ کر انسان جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ مَیں اپنے آپ پر بڑا کنٹرول رکھتا ہوں۔ کم از کم علیحدگی میں جب پڑھ رہا تھا تو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہرحال اُس میں سے کچھ حصے جو ان کے بچپن سے ہی اعلیٰ کردار کے متعلق ہیں مَیں بیان کروں گا۔ اور اس میں بھی ہر ایک کے لئے بڑے سبق ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کی عمر صرف ساڑھے تین سال تھی جب ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ لیکن اُس بچپنے میں بھی ایک نمونہ قائم کر گئیں۔ اور وہ مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ بہرحال مَیں اُس کے کچھ حصے، ایک دو باتیں بیان کروں گا۔ جب اس مضمون کو انسان پڑھ رہا ہو تو اُس موقع کی ایک جذباتی حالت ہے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان ہو تو عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا ایک مضمون کا کچھ حصہ آگے جا کے پیش کروں گا۔ مختصراً پہلے ان کی سیرت کے بارے میں مختلف لوگوں نے جو مجھے لکھا ہے وہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ بلکہ میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خالہ کو اُن کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا تھا اور اس کا ذکر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُس وقت میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ ان سے تقریباً 19 سال بڑی تھیں اور بچوں والا تعلق تھا۔ جب میری والدہ کی شادی ہوئی ہے تو اُس وقت ہماری یہ خالہ سات آٹھ سال کی یا زیادہ سے زیادہ نو سال کی ہوں گی۔ جب میری والدہ کی رخصتی ہونے لگی تو خالہ نے ضد شروع کر دی کہ مَیں باجی جان کے بغیر نہیں رہ سکتی مَیں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پھر سمجھایا تو خیر سمجھ گئیں۔ خاموش تو ہوگئیں اور بڑی افسردہ رہنے لگیں لیکن وہی صبر اور حوصلہ جو ہمیشہ بچپن سے دکھاتی آئی تھیں اُس کا ہی مظاہرہ کیا۔ بہرحال پھر بعد میں حضرت اماں جان اُمُّ المؤمنین کے پاس رہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں اپنے بچوں کے جو گھر بنا کر دیئے ہوئے ہیں ان میں خالہ کا اور ہماری والدہ کا گھر ساتھ ساتھ ہیں۔ دیوار سانجھی ہے۔ جب تک گھروں کے نقشے نہیں بدلے تھے اور مزید تعمیر نہیں ہوئی تھی، بعد میں کچھ مزید تعمیر ہوتی رہی تو بیچ میں دروازے بھی تھے، ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا اور بڑی بے تکلفی ہوتی تھی۔ مَیں نے خالہ کو ہمیشہ ہنستے اور خوش دلی سے ملتے اور اپنے گھر میں ہر بڑے چھوٹے کا استقبال کرتے دیکھا ہے۔ مہمان نوازی آپ میں بہت زیادہ تھی۔ امیر ہو یا غریب ہو، بڑا ہے یا چھوٹا ہے، اپنے گھر آئے ہوئے کی خاطر کرتی تھیں۔ ان کے میاں، ہمارے خالو مکرم پیر معین الدین صاحب جو پیر اکبر علی صاحب کے بیٹے تھے، ان کے خاندان کی اکثریت غیر از جماعت تھی۔ خالہ نے اُن کے ساتھ بھی بڑا تعلق نبھایا۔ مکرم پیر معین الدین صاحب کی ایک بھتیجی نے لکھا کہ ہمارے ددھیال والے غیر از جماعت ہیں لیکن اُن کے ساتھ بھی ہماری چچی کا سلوک بہت محبت اور پیار اور احترام کا تھا اور سب ان کی بہت قدر کرتے اور محبت سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ پیار کا سلوک اللہ کرے کہ قریب لانے کا باعث بھی بنے، ان کی دعائیں بھی قریب لانے کا باعث بنیں اور ان لوگوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق ملے۔

اپنے بھانجے بھانجیوں، بھتیجے بھتیجیوں سے بڑی بے تکلفی اور پیار کا تعلق تھا اور وہ سب ان سے رازداری بھی کر لیتے تھے اور اسی بے تکلفی کی وجہ سے اُن کی نصیحت کو سنتے بھی تھے اور برا نہیں مناتے تھے۔ ڈانٹ بھی اُن کی پیار اور ہنسی کے ساتھ ہوتی تھی۔ اگر نصیحت کرنی ہوتی تو ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اماں جان (اُمّ المومنینؓ) اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات سنا کر تنبیہ اور نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ اُن کی ایک بھانجی نے مجھے بتایا کہ ایک موقع پر اُن سے اور ایک کزن سے غیر ارادی طور پر ایک ایسی غلطی ہوئی جس غلطی میں لطیفہ بھی تھا۔ دونوں بے چین تھیں کہ کسی بڑے کو بھی اس میں شامل کیا جائے لیکن جس طرف نظر دوڑاتے تھے یہی نظر آتا تھا کہ ڈانٹ پڑے گی۔ آخر دونوں ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے بڑے تحمل سے ان کی بات سنی۔ لطیفہ بھی ایسا تھا کہ ہنسی بھی آئی اور پھر اُن کو پیار سے ڈانٹا

بھی اور بتایا کہ ایسے موقع پر اسلامی تعلیم اس طرح کی ہے۔ تو کوئی موقع بھی اسلامی تعلیم کا، احمدیت کی روایات بیان کرنے کا ضائع نہیں کرتی تھیں۔ جب بھی موقع ملتا اس لحاظ سے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ اور ان کی یہ ساری باتیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی خاندان کی بچیوں کو سمجھاتیں کہ تمہارا اپنا ایک وقار ہے۔ تم لوگوں کو اُس کے اندر رہنا چاہئے۔ مَیں پہلے بھی جب اُن کے گھر گیا ہوں تو ہمیشہ خوب خاطر مدارات کی جس طرح کہ بڑوں کی کی جاتی ہے۔ اور خلافت کے بعد تو اُن کا تعلق پیار اور محبت کا اور بھی بڑھ گیا۔ اطاعت اور احترام بھی اُس میں شامل ہو گیا۔ باقاعدہ دعا کے لئے خط بھی لکھتی تھیں، پیغام بھی بھجواتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ اظہار غیر معمولی تھا۔ یہاں دو مرتبہ جلسے پر آئی ہیں۔ انتہائی ادب اور احترام اور خلافت کا انتہا درجے میں پاس جو کسی بھی احمدی میں ہونا چاہئے وہ اُن میں اُس سے بڑھ کر تھا۔ اس حد تک کہ بعض دفعہ اُن کے سلوک سے شرمندگی ہوتی تھی۔ جب بھی آتی تھیں تو یہی فرمایا کہ ہر سال آنے کو دل چاہتا ہے لیکن عمر کی وجہ سے سوچتی ہوں اور پھر بعض دفعہ پروگرام بنا کے پھر عمل درآمد نہیں ہوتا تھا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا، حضرت امّاں جان (اُمّ المومنینؓ) کے پاس بڑا عرصہ رہی ہیں۔ جب میری والدہ کی شادی ہوگئی تو زیادہ عرصہ پھر حضرت اماں جانؓ کے پاس ہی رہی ہیں۔ بہت روایات اور واقعات حضرت اماں جانؓ کے اُن کو یاد تھے۔ یہاں بھی جب ایک سال ایک جلسے پر آئی تھیں تو لجنہ یو کے کو کچھ ریکارڈ کروائے تھے، صدر صاحبہ لجنہ نے اس کا انتظام کیا تھا۔ وہ واقعات جو حضرت امّاں جان کے ہیں اگر ان کے حوالے سے شائع نہیں ہوئے تو لجنہ کو شائع کرنے چاہئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مرتبہ اپنی دو بیویوں کی حضرت امّاں جانؓ کے ہاں رات کی ڈیوٹی لگائی کہ باری باری جایا کریں۔ جب اُن کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو حضرت امّاں جانؓ نے فرمایا کہ میرے لئے تو یہ بچی ٹھیک ہے۔ مجھے اسی کی عادت ہوگئی ہے۔ کسی اور کو میرے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت اماں جانؓ بھی آپ سے بہت محبت اور پیار کا سلوک کرتی تھیں۔ جب آپ کی شادی ہوئی تو حضرت اماں جانؓ بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ جب کچھ دنوں کے بعد ملنے واپس آئی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان کو بازو سے پکڑ کر حضرت امّاں جانؓ کے پاس لے گئے اور کہا یہ لیں آپ کی بیٹی ملنے آئی ہے۔ تو حضرت امّاں جان کا بھی بہت پیار کا سلوک تھا۔

خلافت کے تعلق میں بات کر رہا تھا۔ خلافت سے محبت اور وفا کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ وہ اس میں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ کسی بھی قریبی رشتے کی پرواہ نہیں کرتی تھیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ اُن کو بعض پریشانیاں بھی اُٹھانی پڑیں لیکن ہمیشہ خلافت کے لئے وہ ایک ڈھال کی طرح کھڑی رہیں۔ اُن کے گھر میں پلنے بڑھنے والے لڑکے نے جو جوان ہے بلکہ بڑی عمر کا ہوگا، اُس نے مجھے لکھا کہ محترمہ بی بی جان کی وفات پر ہمارے دل کو بہت صدمہ پہنچا ہے کیونکہ ہم ایک نہایت نیک، دعاگو اور بزرگ ہستی سے محروم ہو گئے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ بی بی جی نہایت نیک دعاگو، غریبوں اور مستحق لوگوں کی مدد کرنے والی، خدا ترس عورت تھیں۔ ہمیشہ سے ہمیں خلافت سے چمٹے رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں اور خلیفہ وقت کے احکامات کی تکمیل کے لئے موقع ڈھونڈھتی رہتی تھیں۔

پھر کہتے ہیں کہ محلے میں لجنہ کے کام بھی کرتی تھیں تو اکثر لجنہ کا جو 'مصباح' رسالہ ہے، اُس کا چندہ وغیرہ لینے کے لئے جو ممبرات تھیں اُن کے پاس مجھے بھیجا کرتی تھیں اور اگر کسی کے گھر سے دیر ہو جاتی یا چندہ نہیں آتا تھا تو اپنے پاس سے دے دیا کرتی تھیں اور یہی فکر رہتی تھی کہ چندے جمع کروانے میں لیٹ نہ ہوں۔

پھر یہ لکھا کہ کبھی کبھی بازار سے سودا لینے بھیجتیں تو پیسے تھوڑے ہو جاتے۔ مَیں اپنی طرف سے خرچ کر لیتا تو کہتیں فوراً میرے سے لے لیا کرو۔ مَیں کسی کا مقروض نہیں رہنا چاہتی۔ اسی طرح یہ لکھنے والے (ممتاز نام ہے اس کا) لکھتے ہیں کہ پھر جس مہینے کوئی زیادہ شادی کارڈ آتے تو مجھے فرماتیں کہ ان تمام کارڈ کی لسٹ بناؤ اور مجھے یاد کرا دینا اور بتاتی تھیں کہ خاندان کی یا بزرگوں کی جو سابقہ خادمہ یا پرانی خادمائیں تھیں اُن کے ضرور جاتی تھیں، یا کہتیں کہ ایک غریب لڑکی کی شادی ہے یہ ضرور یاد کرانا اور بعض اوقات دن میں تین تین بار کہتی تھیں کہ مَیں نے اس غریب لڑکی کی شادی پر ضرور جانا ہے، تیار رہنا۔ اور اسی طرح اُن کی اور نصیحتیں ہیں۔ ان کے داماد سید قاسم احمد نے لکھا ہے کہ خلیفۂ وقت سے محبت اور اطاعت میں خالہ نے محلے کی لجنہ میں جس کی وہ صدر رہی ہیں بہت غیر معمولی اثر پیدا کیا تھا۔ اس معاملے میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ایک فطری جذبہ تھا۔ جس دن وفات ہوئی ہے صبح بار بار کہہ رہی تھیں کہ حضور کی خدمت میں میرے لئے دعا کی درخواست کر دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں اپنی وفات کا اندازہ تھا کیونکہ اپنی ایک نواسی کو انہوں نے اپنی فوت شدہ ایک بھابھی کے بارے میں کہا کہ وہ آئی ہیں۔ بیٹیوں کو بلا کر پیار کیا اور کہا کہ مجھے معاف کر دینا۔ بے شمار خوبیاں تھیں۔ بطور ماں اور ساس اور بیوی کے ان کا نمونہ نہایت اعلیٰ تھا۔ اپنے میاں مرحوم کے مزاج کے مطابق اُن کا ہمیشہ خیال رکھا اور کبھی کوئی شکوے کا موقع نہیں دیا۔

یہ جو پرانے بزرگ ہیں ان کی مثالیں مَیں اس لئے بھی پیش کرتا ہوں کہ ہمارے نئے جوڑوں کو، ایسے خاندانوں کو، میاں بیوی کو جن کے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر بھی غور کرنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکیوں کو، عورتوں کو اس بات کا خوب خیال رکھنا چاہئے کہ اُن کی سب سے پہلی ذمہ واری اپنے گھروں کو سنبھالنا ہے۔

پھر لکھتے ہیں اپنے میاں کی کامل اطاعت کی اور بیٹیوں کو بھی اپنے خاوندوں کے بارے میں یہی نصیحت کی کہ اپنے خاوندوں کا خیال رکھا کرو۔ کبھی اپنے میاں سے اُن کو بحث کرتے نہیں دیکھا۔ نصیحت کرتیں تو اکثر حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اماں جان کا ذکر ہوتا۔ غصہ اگر کبھی آیا بھی تو بہت تھوڑی دیر کے لئے اور پھر وہی شفقت والا انداز ہوتا۔ اور لڑکیوں کو، خاندان کی لڑکیوں کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتی تھیں کہ ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم سے کسی کو ٹھوکر نہیں لگنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ اُن کی یہ دعائیں اور یہ نصیحتیں اُن کی بچیوں کے بھی اور خاندان کی دوسری بچیوں کے بھی کام آنے والی ہوں۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ملازموں کے ساتھ بھی بہت شفقت کا سلوک تھا۔ جو بچیاں گھر میں پل بڑھ کے جوان ہوئیں، اُن کا جہیز چھوٹی عمر سے ہی بنانا شروع کر دیا۔ شادیوں کے اخراجات بھی ادا کئے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا کہ کام کرنے والی خاتون اور اُن کی بیٹیوں نے انتہائی بدتمیزی کی۔ بعض نے مشورہ دیا کہ فوراً فارغ کر دینا چاہئے مگر فرماتی رہیں کہ ابھی تو مَیں نے ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ شادی کے بعد اُن کے دکھ سکھ میں شامل ہوتی تھیں۔ آج کل جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان میں رشتوں کو نبھانے کے لئے یہ نصیحت بھی بڑی کام کی ہے کہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ بہو کو سمجھانا ہو تو بیٹے کو نصیحت کرنی چاہئے اور اگر داماد کو سمجھانا ہو تو بیٹی کو نصیحت کرنی چاہئے۔ احسان کرتے وقت طریق ایسا اختیار کرتیں کہ اگلے کو محسوس نہ ہو۔ عبادات اور چندوں میں غیر معمولی باقاعدگی تھی اور کوشش ہوتی تھی کہ اپنے اوپر اگر تکلیف بھی وارد کرنی پڑے تو زیادہ سے زیادہ کریں اور ان فرائض کو کبھی پَرے نہ کریں۔

1944ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے اپنا تمام زیور اس میں پیش کر دیا۔ تیرہ سال کی عمر میں قادیان میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ انجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رَتن باغ اور پھر ربوہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کو ہر طرح مختلف موقعوں پر خدمت کا موقع ملا اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کو کسی عہدے کی خواہش ہو۔ عہدہ رکھتے ہوئے بھی اگر ایک معمولی سا کام کہا گیا تو فوراً اُس کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ علمی اور انتظامی لحاظ سے، دینی تعلیم کے لحاظ سے بڑی باصلاحیت تھیں۔ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ رَتن باغ لاہور میں ممانی جان حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ رات کو دورہ کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا اُن کو کمبل دیا کرتی تھیں۔

یہ بھی ان کا تاریخی واقعہ ہے کہ 1949ء میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اماں جانؓ کے ساتھ اُن کی گاڑی میں ربوہ آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ یہ میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔ مسجد مبارک ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین میں شامل تھیں۔ جب ربوہ آباد ہوا تو کچے مکان تھے۔ ان کو وہاں بھی ربوہ کے کچے مکانوں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ان کو صدر لجنہ حلقہ دارالصدر شمالی بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 1973ء سے 1982ء تک نائب صدر لجنہ ربوہ رہیں۔ جب میری والدہ وہاں صدر لجنہ ربوہ تھیں تو اُس وقت اُن کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی۔ 82ء کے بعد ایک دو سال خدمتِ خلق کی سیکرٹری لجنہ رہیں۔ سیکرٹری ضیافت بھی رہیں۔ اور اسی طرح محلے کے علاوہ مختلف عہدوں پر کام کرتی رہیں۔ اور ہر موقع پر جو بھی خدمت ان کے سپرد ہوئی، جو بھی عہدہ تھا بڑی عاجزی سے خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کی ایک بیٹی نے لکھا کہ اُمی کی بیماری میں اگر کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا اور ملاقات نہ ہو سکنے کی وجہ سے واپس چلا جاتا تو آپ کو بہت زیادہ افسوس ہوتا تھا۔ ہمیں بار بار سمجھاتی تھیں کہ کوئی بھی جو ملاقات کے لئے آئے اُسے نہ روکا کرو۔ کبھی منع نہ کیا کرو۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ڈیوڑھی سب کے لئے کھلی رہتی تھی، ہر کوئی مل سکتا تھا تو پھر میری طرف سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ پھر ایک بیٹی اُن کی لکھتی ہیں کہ اُمی کو اپنے سب بہن بھائیوں سے بہت محبت تھی۔ یہ بات مذاق میں بھی برداشت نہیں تھی کہ اُن کے بہن بھائیوں کے بارے میں کوئی بات کرے یا سوال کرے کہ فلاں آپ کا سگا بہن بھائی ہے یا سوتیلا۔ (حضرت مصلح موعودؓ کی بیویاں تھیں۔ ہر بیوی سے مختلف اولاد تھی تو سگے سوتیلے کا بھی وہاں سوال نہیں اُٹھا) اور اگر کبھی کوئی پوچھ بھی لیتا تو فوراً کہتیں کہ یہ سگے سوتیلے کی باتیں نہیں کرنی کیونکہ یہ بات ابا جان کو یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو سخت ناپسند تھی۔

لکھتی ہیں کہ ہمارے ایک غیر احمدی چچا نے کہا کہ بھابھی ہمیشہ بہت وقار کے ساتھ رہتی ہیں۔ پھر والدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ خالہ اُمی سے بہت محبت تھی اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ باجی جان نے مجھے پالا ہے۔ ایک دفعہ ابا جان نے مجھے باجی جان کے سپرد کر دیا اور باجی جان نے اُسے ہمیشہ نبھایا۔ (ہماری والدہ کو چھوٹے بہن بھائی باجی جان کہتے تھے)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی ایک خواب کا ذکر کیا۔ بڑی لمبی خواب ہے جس میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ آئی ہیں اور اَور باتوں کے علاوہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہا کہ آپ مجھ سے خفا ہو گئے ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں اُن کو جواب دیا کہ تم نے تو مجھے چھیرو (صاحبزادی امۃ النصیر کو گھر میں پیار سے چھیرو کہتے تھے) جیسی بیٹی دی ہے مَیں کیسے خفا ہو سکتا ہوں۔ (ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 568 رویا نمبر 598 زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اس بات کا بہت خیال رکھتی تھیں کہ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ کہ آپ کی وجہ سے حضور رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ ایک واقعہ جو آپ نے کئی اجلاسات میں بھی سنایا کہ ایک دفعہ آپ اپنے بھائی کے گھر جا رہی تھیں جو سڑک کے دوسری طرف تھا۔ یعنی ادھر ان کا گھر ہے اور سڑک کے پار بھائی کا گھر تھا کہ سامنے تو بھائی کا گھر ہے جہاں جانا ہے تو آپ نے بجائے اس کے کہ باقاعدہ برقعہ پہنیں اور نقاب باندھیں برقعہ کا نچلا حصہ سر پر ڈال لیا۔ برقعہ کا جو کوٹ ہوتا ہے وہ سر پر ڈال

کہ باقاعدہ برقعہ پہنیں اور نقاب باندھیں برقعہ کا نچلا حصہ سر پر ڈال لیا۔ برقعہ کا جو کوٹ ہوتا ہے وہ سر پر ڈال کے گھونگٹ نکال کے چل پڑیں۔ جب گھر سے باہر نکلیں اور سڑک کے درمیان میں پہنچیں تو دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ بھی سڑک پر تشریف لا رہے ہیں۔ پرانے زمانے کی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قصرِ خلافت سے اس طرف آ رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ چنانچہ مَیں اسی طرح اپنے گھر آ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور کا دھیان میری طرف نہیں ہوگا۔ اگلے روز جب مَیں ناشتے کے وقت حضور سے ملنے گئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ دیکھو تم ایک قدم آگے بڑھاؤ گی تو لوگ دس قدم آگے بڑھائیں گے۔ پس پردے کا خیال، لحاظ رکھو۔ اس طرح حضرت مصلح موعودؓ تربیت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کرے ان کے بچوں میں بھی اور خاندان کی باقی بچیوں میں بھی اور جماعت کی بچیوں میں بھی پردے کا احساس اور خیال ہمیشہ رہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جو مضمون لکھا جس کا مَیں نے ذکر کیا تھا اُس میں آپ لکھتے ہیں کہ امۃ النصیر جو تین ساڑھے تین سال کی عمر کی بچی ہے اور ہر وقت اپنی ماں کے پاس رہنے کے سبب اس سے بہت زیادہ مانوس تھی۔ اپنے بھائی کے سمجھانے کے بعد وہ خاموش سی ہو گئیں جیسے کوئی حیران ہوتا ہے۔ وہ موت سے ناواقف تھیں۔ وہ موت کو صرف دوسروں سے سن کر سمجھ سکتی تھیں۔ نامعلوم اُس کے بھائی نے اُسے کیا سمجھایا کہ وہ نہ روئی، نہ چیخی، نہ چلّائی، وہ خاموش پھرتی رہی اور جب سارہ بیگم کی لاش کو چارپائی پر رکھا گیا اور جماعت کی مستورات جو جمع ہو گئی تھیں، رونے لگیں تو (صاحبزادی امۃ النصیر) کہنے لگی کہ میری اُمی تو سو رہی ہیں یہ کیوں روتی ہیں؟ میری اُمی جب جاگیں گیں تو مَیں اُن سے کہوں گی کہ آپ سوئی تھیں اور عورتیں آپ کے سرہانے بیٹھ کر روتی تھیں۔

جب ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ سفر پر تھے اور پیچھے سے اُن کی تدفین ہو گئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ جب مَیں سفر سے واپس آیا اور امۃ النصیر کو پیار کیا تو اُس کی آنکھیں پُر نم تھیں لیکن وہ روئی نہیں۔ مَیں نے اُسے گلے لگا کر پیار کیا مگر وہ پھر بھی نہیں روئی۔ حتیٰ کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اُسے نہیں معلوم کہ موت کیا چیز ہے۔ مگر نہیں یہ میری غلطی تھی۔ یہ لڑکی مجھے ایک اور سبق دے رہی تھی۔ سارہ بیگم دارالانوار کے نئے مکان میں فوت ہوئیں۔ جب ہم اپنے اصلی گھر دارالمسیح میں واپس آئے تو معلوم ہوا اُس کے پاؤں میں بوٹ نہیں۔ ایک شخص کو بوٹ لانے کے لئے کہا گیا۔ وہ بوٹ لے کر دکھانے کے لئے لایا تو میں نے امۃ النصیر سے کہا تم پسند کر لو۔ جو بوٹ تمہیں پسند ہو وہ لے لو۔ وہ دو قدم تو بے دھیان چلی گئی پھر یکدم رکی اور ایک عجیب حیرت ناک چہرے سے ایک دفعہ اُس نے میری طرف دیکھا اور ایک دفعہ اپنی بڑی والدہ کی طرف (یعنی حضرت اُم ناصر کی طرف) جس کا یہ مفہوم تھا کہ تم تو کہتے ہو جو بوٹ پسند ہو وہ لے لو مگر میری ماں تو فوت ہو چکی ہے۔ مجھے بوٹ لے کر کون دے گا؟ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اُس حالت میں وفورِ جذبات سے اُس وقت مجھے یقین تھا کہ مَیں نے بات کی، یہاں وہاں ٹھہرا رہا تو آنسو میری آنکھوں سے ٹپک پڑیں گے۔ اس لئے مَیں نے فوراً منہ پھیر لیا اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا کہ بوٹ اپنی اُمی جان کے پاس لے جاؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں سب بچے اپنی ماؤں کو اُمی کہتے ہیں اور میری بڑی بیوی اُم ناصر کو اُمی جان کہتے ہیں تو مَیں نے جاتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو امۃ النصیر اپنے جذبات پر قابو پا چکی تھیں۔ وہ نہایت استقلال سے بوٹ اُٹھائے اپنی امی جان کی طرف جا رہی تھی۔ بعد کے حالات نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ وہ اپنی والدہ کے وفات کے حادثے کو باوجود چھوٹی عمر کے خوب سمجھتی ہے۔ (ماخوذ از میری سارہ، انوار العلوم جلد نمبر 13 صفحہ 187-186)

پھر حضرت خلیفہ ثانیؓ اُن کے لئے دعا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ننھی سی کلی کو مرجھا جانے سے محفوظ رکھے۔ وہ اس چھوٹے سے دل کو اپنی رحمت کے پانی سے سیراب کرے اور اپنے خیالات اور اچھے افکار اور اچھے جذبات کی کھیتی بنائے جس کے پھل ایک عالَم کو زندگی بخش، ایک دنیا کے لئے موجبِ برکت ثابت ہوں۔ ارحم الراحمین خدا تُو جو دلوں کو دیکھتا ہے، جانتا ہے کہ یہ بچی کس طرح صبر سے اپنے جذبات کو دبا رہی ہے تیری صفات کا علم تو نامعلوم اسے ہے یا نہیں مگر تیرے حکم پر تو وہ ہم سے بھی زیادہ بہادری سے عامل ہے۔ اے مغیث! مَیں تیرے سامنے فریادی ہوں کہ اس کے دل کو حوادث کی آندھیوں کے اثر سے محفوظ رکھ۔ جس طرح اُس نے ظاہری صبر کیا ہے اسے باطن میں بھی صبر دے۔ جس طرح اُس نے ایک زبردست طاقت کا مظاہرہ کیا ہے تُو اُسے حقیقی طاقت بھی بخش۔ میرے ربّ! تیری حکمت نے اُسے اس کی ماں کی محبت سے اس وقت محروم کر دیا ہے جبکہ وہ ابھی محبت کا سبق سیکھ رہی تھی۔ عشق و محبت کے سرچشمے! تُو اُسے اپنی محبت کی گود میں اُٹھا لے اور اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بو دے۔ ہاں ہاں تو اسے اپنے لئے وقف کر لے۔ اپنی خدمت کے لئے چن لے۔ وہ تیری، ہاں صرف تیری محبت کی متوالی، تیرے در کی بھکارن اور تیرے دروازے پر دھونی رَمانے والی ہو اور تو اُسے دنیا کی نعمت بھی دے تا وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو۔ باوجود ہر قسم کی عزت کے اُس کا دنیا سے ایسا تعلق ہو جیسا کہ کوئی شخص بارش کے وقت ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف جاتے وقت دوڑتا ہوا گزر جاتا ہے۔

(ماخوذ از میری سارہ، انوار العلوم جلد نمبر 13 صفحہ 188-187)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی جو ساری زندگی تھی اس میں نظر آتا تھا کہ یہ دعا حضرت مصلح موعود کی بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کے بچے بھی اس دعا کے مصداق بنیں بلکہ خاندان کے تمام افراد اور جماعت کے تمام افراد اس دعا کے مصداق بننے والے ہوں۔

پھر اپنے تمام بچوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دعا کی جو مَیں سمجھتا ہوں بیان کرنی ضروری ہے۔ مَیں پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کا مصداق پوری جماعت کو بھی بنائے۔ کیونکہ آجکل یہ زمانہ ہے جس میں انشاء اللہ ہم آئندہ فتوحات کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ تو اگر یہ ہماری حالت رہے گی تب ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آپ کی یہ دعا ہے کہ:

’’اے میرے ربّ! اپنے باقی بچوں کو بھی تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ دنیا کے کُتّے نہ ہوں، یہ تیری جنت کے پرند ہوں۔ یہ دین کے ستون ہوں اور بیت اللہ کے محافظ۔ آسمان کے ستارے جو تاریکی میں گمراہوں کے رہنما ہوتے ہیں۔ چمکنے والا سورج جو تاریکی کو پھاڑ کر محنت، ترقی اور کسب کے لئے راستہ کھول دیتا ہے۔ سوتوں کو جگاتا اور بچھڑوں کو ملاتا ہے۔ یہ محبت کے درخت ہوں جن کے پھل بغض و حسد کی کڑواہٹ سے کلی طور پر پاک ہوتے ہیں۔ یہ راستے کا کنواں ہوں جو سایہ دار درختوں سے گھرا ہوا ہو جس پر ہر تھکا ہوا مسافر ہر واقف اور ناواقف آرام کے لئے ٹھہرتا ہو۔ جس کا ٹھنڈا پانی ہر پیاسے کی پیاس بجھاتا اور جس کا لمبا سایہ ہر بے کس کو اپنی پناہ میں لیتا ہو۔ یہ ظالموں کو ظلم سے روکنے والے، مظلوموں کے دوست، خود موت قبول کر کے دنیا کو زندہ کرنے والے، خود تکلیف اُٹھا کر لوگوں کو آرام دینے والے ہوں۔ وہ وسیع الحوصلہ، کریم الاخلاق اور طویلُ الایَادی ہوں۔ جن کا دسترخوان کسی کے لئے ممنوع نہ ہو۔ وہ سابق بالخیرات ہوں۔ ان کا ہاتھ نہ گردن سے بندھا ہوا ہو نہ اس قدر کھلا کہ ندامت و شرمندگی اس کے نتیجے میں پیدا ہو۔ اے میرے ہادی! وہ دین کے مبلغ ہوں۔ اسلام کی اشاعت کرنے والے، مردہ اخلاق کو زندہ کرنے والے، تقویٰ کے مٹے ہوئے راستوں کو پھر روشن کرنے والے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوان، لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مصداق، ابنائے فارس کی سنت کو قائم رکھنے والے، تیرے لئے غیرت مند، تیرے دین کے لئے سینہ سپر، تیرے رسولوں کے فدائی، پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار کے حقیقی فرزند، عاشقِ صادق جن کے عشق کی آگ کبھی دھیمی نہ ہوتی ہو۔ اے میرے مالک! وہ تیرے غلام ہوں، ہاں صرف تیرے غلام۔ دنیا کے بادشاہوں کے سامنے اُن کی گردنیں نیچی نہ ہوں لیکن تیرے دربار میں وہ سب سے زیادہ منکسر المزاج ہوں۔ پاک نسلوں کے چھوڑنے والے، دنیا کو معرفت کی راہوں پر چلانے والے، ایک نہ مٹنے والی نیکی کا بیج بونے والے۔ نیکوں کو اور اونچا لے جانے والے، بدوں کی اصلاح کرنے والے، مردہ دلی سے متنفر اور روحانی زندگی کے زندہ نمونے۔ اے میرے حیّ و قیوم خدا! وہ اور ان کی اولادیں اور ان کی اولادیں ابد تک دنیا میں تیری امانت ہوں جس میں شیطان خیانت نہ کر سکے۔ وہ تیرا مال ہوں جسے کوئی چُرا نہ سکے۔ وہ تیرے دین کی عمارت کے لئے کونے کا پتھر ہوں جسے کوئی معمار رَد نہ کر سکے۔ وہ تیری کھنچی ہوئی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں جو ہر شر کو جڑ سے کاٹنے والی ہو۔ وہ تیرے عفو کا ہاتھ ہوں جو گناہگاروں کو معاف کرنے کے لئے بڑھایا جائے۔ وہ زیتون کی شاخ ہوں جو طوفان کے ختم ہونے کی بشارت دیتی ہے۔ ہاں اے حیّ و قیوم خدا! وہ تیرا بگل ہوں جو تُو اپنے بندوں کو جمع کرنے کے لئے بجاتا ہے۔ غرضیکہ وہ تیرے ہوں اور تُو اُن کا ہو یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک اس وحدت کو دیکھ کر کہہ اُٹھے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

آمین ثُمَّ آمِیْن وَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْث یَا رَبّ الْعَالَمِیْن۔

(میری سارہ، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 189-188)

یہ وہ دعا ہے جو اللہ کرے کہ جماعت کے ہر فرد پر پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور ان کے بچوں کو ان کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

دوسرا ذکر ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ کا ہے جو مکرم مولانا عبدالوہاب احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ ابن مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ہیں۔ عبدالوہاب احمد شاہد صاحب 11 ستمبر 2011ء کو ڈیڑھ ماہ شدید بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عبدالوہاب شاہد صاحب مربی سلسلہ مؤرخہ 5 ستمبر 1943ء کو گوئی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ 1967ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے پاکستان میں دس مختلف جگہوں پر خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد 1991ء تا 1999ء نظارت دعوتِ الی اللہ کے تحت مختلف اضلاع میں دعوتِ الی اللہ کے اہم فریضے کی نگرانی کا کام سرانجام دیتے رہے۔ بیرونِ ملک تنزانیہ میں مارچ 1976ء سے اکتوبر 1979ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ دوسری دفعہ تنزانیہ میں ہی جولائی 1986ء تک بطور امیر و مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ 1999ء تا دسمبر 2006ء بطور مربی دارالضیافت ربوہ خدمت کی توفیق پائی اور اب اُس کے بعد سے دفتر اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نہایت خوش مزاج، ملنسار اور ہنس مکھ انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا تعلق تھا۔ مہمان نواز اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ علم سے شغف تھا۔ الفضل اور دیگر

جرائد میں مضامین لکھتے رہتے تھے۔ چار کتب کے مصنف تھے۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ اور جد امجد دہلی کے پرانے گدی نشین تھے جنہوں نے ہندوستان میں اسلام پھیلایا۔ اُن کی نسل سے حضرت مولانا محبوب عالم صاحب پیدا ہوئے۔ آپ دہلی سے گجرات ہجرت کر کے چک میانہ ڈھلوں میں فروکش ہوئے۔ پھر یہاں سے درس و تدریس کے سلسلے میں کشمیر گئے۔ آپ گوئی کے علاقہ میں تھے جب آپ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا علم ہوا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہ ایک مصلح ربانی کی آمد کا وقت ہے۔ امام مہدی کو آ ہی جانا چاہئے۔ اسی خیال میں مستغرق تھے کہ رؤیا میں دیکھا کہ مسیح اور مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپ بغرضِ تحقیق روانہ ہوئے اور اپنے استاد حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی سے جا کر ملے اور اپنی رؤیا کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ آپ بھی علامات کے مطابق پَرکھ لیں۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لاہور میں جلوہ افروز تھے۔ آپ لاہور پہنچے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کر کے جب واپس لوٹے تو آپ کی بہت مخالفت ہوئی لیکن کئی سعید فطرت لوگوں نے آپ کے ذریعے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی۔

تیسرا وفات یافتہ کا جو ذکر ہے وہ مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب چانڈیو مربی سلسلہ ابن مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب چانڈیو مرحوم ہیں۔ 8/ستمبر کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بچوں کو سکول چھوڑنے جا رہے تھے کہ راستے میں ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہسپتال پہنچایا گیا لیکن اللہ کی تقدیر غالب آئی اور وفات پا گئے۔ یکم مئی 1974ء کو شاہد کی ڈگری حاصل کی اور میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ پاکستان میں اصلاح وارشاد مقامی، مرکزیہ اور وقفِ جدید کے تحت چودہ مختلف مقامات پر خدمتِ دین کی خدمت پائی۔ دو مرتبہ بیرونِ ملک تنزانیہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے مٹھی نگر پارکر میں بطور نائب ناظم وقفِ جدید خدمت کی توفیق پائی اور آجکل کراچی میں تعینات تھے۔ مرحوم نہایت خوش مزاج، نیک سیرت، ہنس مکھ اور بااخلاق انسان تھے۔ جس جماعت میں جاتے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد اور ان سے گھل مل کر رہتے تھے۔ آپ کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ نہایت صابر و شاکر تھے۔ برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ اگر کوئی تکلیف بھی دیتا تو اُس سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرتے اور کبھی بدلہ نہ لیتے۔ خلافتِ احمدیہ سے والہانہ محبت اور عشق کا تعلق تھا اور خلیفہ وقت کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے اور مکمل اطاعت کرتے اور جماعتوں سے بھی اطاعت کروانے کی کوشش کرتے رہتے۔ مرحوم کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اپنے حلقے میں ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ جن جماعتوں میں آپ نے خدمت کی توفیق پائی وہ آج بھی آپ کو بہت اچھے لفظوں میں یاد کرتی ہیں۔ آپ سندھ کے مشہور چانڈیو قبیلے سے پہلے واقفِ زندگی تھے اور سندھی مربیان میں تیسرے واقفِ زندگی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

چوتھا ذکر مکرم منیر احمد خان صاحب ابن مکرم عبدالکریم خان صاحب کراچی کا ہے جو 7/نومبر کو چھہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب کے پوتے اور حضرت عبدالرحیم نیر صاحب کے نواسے اور مکرم یحیٰ خان صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بھتیجے تھے۔ آپ ایک ذہین اور قابل انجنیئر تھے۔ ربوہ میں جو جلسہ ہوتا تھا اس جلسہ سالانہ پر خدمات بجالاتے رہے۔ ربوہ میں جب پہلا روٹی پلانٹ لگا تو آپ کو اس موقعے پر بھی نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ جلسہ سالانہ برطانیہ کے ٹرانسلیشن اور کمیونی کیشن سیٹ اپ میں بھی اپنی خدمت پیش کرتے رہے۔ آپ نے کشتی نوح کے بارے میں تحقیق کی اور اس پر قرآن، بائبل اور زمانہ قدیم کی دیگر کتب کی روشنی میں ایک کتاب مرتب کرنے کی توفیق پائی جو ابھی شائع نہیں ہو سکی۔ کشتی نوح کے متعلق ان کی ریسرچ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے درس القرآن اور سوال و جواب کی مجالس میں بھی بیان فرمایا ہوا ہے۔ بڑے مخلص، باوفا اور غیروں کی فراخدلی سے مدد کرنے والے نیک انسان تھے۔ موصی تھے۔ ان کی اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ماموں زاد بہن ہیں۔ یعنی یہ حضرت سید عبدالرزاق صاحب کے داماد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔

تمام مرحومین جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے، نمازوں کے بعد، انشاء اللہ اُن کا جنازہ غائب بھی ادا کروں گا۔

بقیہ: رپورٹ دورہ یورپ از صفحہ نمبر 2

مذہبی رہنما خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ مسجد امن کا نشان ہے۔ اس کی ایک طویل تاریخ ہے جس میں بہت زیادہ نشیب و فراز ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ اب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

مخالفین کے اس اعتراض پر کہ احمدی اس کو مسجد نہیں کہہ سکتے، خلیفۃ المسیح نے جواب دیا کہ تم لوگ اس عمارت کو جو چاہو کہو لیکن میرے نزدیک یہ ایک مسجد ہی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس اخبار نے اپنی اشاعت میں مختلف تصاویر بھی شائع کیں۔ تصویر نمبر ایک جس میں پولیس کو دکھایا گیا، کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ احمدی مسلمانوں کو دوسرے مسلمان تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس مسجد کی ہر وقت نگرانی ہوتی ہے مگر خلیفۃ المسیح کی آمد پر اسے مزید سخت کر دیا گیا ہے۔

تصویر نمبر 2 جس میں مردانہ ہال کو دکھایا گیا ہے کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے اخراجات قریباً سو ملین کرونر تھے۔ احمدیوں کے نزدیک یہ مسجد 4200 مربع میٹر کے ساتھ شمالی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

تصویر نمبر 3 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر ہے۔ تصویر کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ احمدیہ جماعت کے روحانی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسجد امن کا نشان ہے۔

تصویر نمبر 4 ملک محمود احمد ایاز صاحب سیکرٹری امور خارجہ کی ہے۔ جس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں اس مسجد کو مکمل کرنے کی توفیق دی ہے۔

اخبار میں ایک بہت بڑی تصویر ''مسجد النصر'' کی دی گئی ہے۔ اس تصویر کے نیچے لکھا گیا ہے کہ 1994ء میں جماعت احمدیہ نے Furuset Senter کے قریب یہ پلاٹ خریدا۔ مگر اس کا استعمال اس سال گرمیوں میں شروع ہوا اور کل اس کا افتتاح ہے۔ اس کے علاوہ اخبار نے مسجد کے تفصیلی کوائف بھی دیئے۔

30/ستمبر 2011ء بروز جمعۃ المبارک:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے ''مسجد بیت النصر'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور رپورٹس اور خطوط پر ہدایات سے نوازا۔ اور دیگر مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج نماز جمعہ کے ساتھ ناروے کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی احمدیہ مسجد ''مسجد بیت النصر'' کا باقاعدہ افتتاح ہونا تھا۔

صبح گیارہ بجے سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین، بچے بچیاں، بوڑھے، جوان مسجد پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ آج کا دن جماعت ناروے کے لئے بہت ہی خیر و برکت والا اور بہت ہی مبارک دن تھا اور بارہ سال کے لمبے انتظار کے بعد یہ دن آیا تھا۔ اور آج اسی دن کے لئے جماعت احمدیہ ناروے کے مردوں، عورتوں اور بچوں، بچیوں اور بوڑھوں نے مالی قربانیوں کی ایک ایسی داستان رقم کی تھی جو سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک آواز پر دل و جان سے لبیک کہتے ہوئے اپنی توفیق اور بساط سے اتنا بڑھ کر پیش کیا کہ اس کا حساب اور شمار کرنا مشکل ہے۔

آج ان کی قربانیاں رنگ لائی تھیں اور ہر ایک خوشی و مسرّت سے معمور تھا۔ لوگ کھڑے مسجد کو بھی دیکھ رہے تھے اور بار بار اس بات کا بھی اظہار کر رہے تھے کہ اب بھی یقین نہیں آتا کہ ہم نے، اور ایک چھوٹی سی جماعت نے، اتنی بڑی اور عظیم الشان مسجد تعمیر کر لی ہے۔ یہ سوائے خلافت کی برکات کے اور کچھ نہیں۔ ہم نے اور ہماری نسلوں نے خلافت کی اس عظیم الشان برکت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

آج ہمسایہ ممالک سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، جرمنی، ہالینڈ، بیلجیم، سپین اور یوکے سے بھی بہت سے احباب اس افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے پہنچے تھے۔ اسی طرح پاکستان، امریکہ، کینیڈا اور زمبابوے سے آنے والے احباب نے بھی اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔

MTA کی ٹیم لندن سے بہت پہلے کی یہاں پہنچی ہوئی تھی۔ ''مسجد بیت النصر'' سے آج دنیا بھر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ Live نشر ہو رہا تھا۔

مسجد بیت النصر (ناروے) میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی

Live نشریات شروع ہو چکی تھیں اور مسجد کے مختلف مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور سب سے قبل مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور لمبی دعا کروائی۔

خطبہ جمعہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ (التوبۃ: 18)

اس آیت کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: الحمد للہ آج ایک لمبے انتظار کے بعد جماعت احمدیہ ناروے کو اپنی اس خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ جس طرح اس مسجد کی تعمیر نے ایک لمبا عرصہ لیا اُسی طرح بعض روکیں پڑنے کی وجہ سے اس کے رسمی افتتاح میں آپ لوگوں کو کچھ انتظار کرنا پڑا۔ لیکن یہ رسمی افتتاح تو صرف شکرانے کا ایک مزید اور دنیا کے سامنے اظہار ہے ورنہ مساجد کی تعمیر کا ان رسمی افتتاحوں سے کوئی ایسا تعلق نہیں کہ جس کے بغیر مسجد مکمل نہ کہلائی جا سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس آج میرا یہاں آنا اور نماز جمعہ پڑھانا، یہ خطبہ دینا اور غیروں کے ساتھ، مہمانوں کے ساتھ، شام کو انشاء اللہ مسجد کی تقریب میں، افتتاح کی تقریب میں شامل ہونا، اس احسان کی شکر گزاری کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ناروے پر اس مسجد کی صورت میں فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اُس کی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نعمتوں کواُس کاشکرادا کرتے ہوئے بیان کروتا کہ اس شکرگزاری کے نتیجے میں جوایک مومن کے دل سے اللہ تعالیٰ کے لئے پیدا ہورہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ مزید فضلوں اور انعاموں کا وارث بنائے۔ایک شکرگزاری تو ہماری یہاں نمازیں پڑھ کراس مسجدکوآباد کرکے ہوگی۔اور ایک شکرگزاری افتتاح کے اعلان سے یا اس ظاہری اظہار کے ذریعہ سے بھی ہے جومہمانوں کے لئے reception یا اُن کا آنا ہے۔لیکن حقیقی شکرگزاری مسجد کی آبادی کاحق ادا کرنے سے ہی ہے۔

حضورانور نے فرمایا: گزشتہ دودنوں میں ریڈیو، ٹی وی اور اخباری نمائندوں نے میرے انٹرویو لئے ہیں۔اُس میں ہر ایک متفرق سوالوں کے علاوہ اس بات میں بھی دلچسپی رکھتا تھا کہ مسجد کا مقصد کیا ہوگا؟ آپ کے احساس وجذبات کیا ہیں؟ تو میرا یہی جواب تھا کہ ماحول کوپُرامن اور ایک دوسرے کے لئے محبت بھرے جذبات سے بھر کراس دنیا کو جنت نظیر بنانا، ایک خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا اپنی زندگیوں میں اظہار کرکے دنیا کوامن، صلح اور آشتی کا گہوارہ بنانا، یہ اس کا مقصد ہے۔پس اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ اس مسجد کے ماحول میں، اس شہر میں، اس ملک میں محبت اور پیار کوفروغ دینے کا کام یہاں کے احمدیوں کی پہلے سے بڑھ کر ذمہ داری بن گئی ہے۔ یہ میڈیا کا آنا، انٹرویو لینا، اخبار، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کا مثبت انداز میں اس مسجد کی تعمیر کا ذکر کرنا ہمیں مزید شکرگزاری کی طرف مائل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانیوں کا بدلہ اس صورت میں بھی عطافرمایا ہے کہ میڈیا کوتوجہ پیدا ہوئی اور عموماً اچھے رنگ میں جماعت کا اور مسجد کا ذکر ہوا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناروے کی جماعت نے بڑی قربانی دی ہے اور مسجد نصر کے لئے تقریباً ایک سوچار (104) ملین کرونز خرچ جماعت نے اُٹھایا ہے۔کچھ ابتدائی خرچ مرکز نے دیا تھا باقی جماعت نے اُٹھایا ہے۔گوکہ اس میں بڑا لمبا عرصہ لگ گیا جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا لیکن جب مَیں نے جماعت کو دوہزار پانچ (2005ء) میں اس طرف توجہ دلائی ہے، توفوری توجہ پیدا ہوئی پہلے توجہ بھی کم تھی۔اُس وقت کسی نے اپنا مکان بیچ کروعدہ کیا اور اس کی ادائیگی کی۔مجھے لکھا مَیں مکان بیچ رہا ہوں، کسی نے کار بیچ کر رقم مسجد کوادا کی، کسی نے زائد کام کیا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو جائے اور میں زیادہ سے زیادہ چندہ دے سکوں۔اللہ کے فضل سے بعض عورتوں نے قربانیاں دیں، بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے کاروبار بند ہونے کے باوجود بھی اپنے وعدے پورے کئے۔اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔آج کل حالات کی وجہ سے اُن کے کاروبار میں کچھ نقصان ہے تو اللہ تعالیٰ اُن میں برکت ڈالے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جہاں ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑی خوشی ہے کہ ناروے میں پہلی احمدیہ مسجد تعمیر ہوئی ہے وہاں فکر کا مقام بھی ہے۔اللہ کرے کہ ہر احمدی اس فکر کوسامنے رکھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے والا ہو، اپنی ذمہ داریاں نبھانے والا ہو۔ بڑی بڑی خطیر رقمیں پیش کرکے اس مسجد کی جو تعمیر کی گئی ہے اور اُسے خوبصورت بنایا ہے اور کسی نے لاکھوں کرونز خرچ کرکے کارپٹ ڈلوادیا۔کسی نے لاکھوں کرونز خرچ کرکے فرنیچر دے دیا۔تمام مسجد کے کمپلیکس کے لئے فرنیچر مہیا کردیا تو یہ ایک دفعہ کی قربانی نہ ہو یا ایک دفعہ کی قربانی پر یہ لوگ خوش نہ ہوجائیں۔صرف خوبصورت فرنیچر اور سجاوٹ دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارے لئے کافی ہوگیا ہے بلکہ اس کی اصل خوبصورتی کوقائم رکھنے والے ہوں جو پانچ وقت کی نمازوں سے پیدا ہوتی ہے۔

حضورانور نے مسجد کے کوائف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد کے پلاٹ کا کُل رقبہ نوہزار پانچ سوتریسٹھ مربع میٹر ہے اور مسجد کے پلاٹ کا رقبہ 7759 مربع میٹر ہے۔مسجد کے مردانہ حصے کا رقبہ 880 مربع میٹر ہے اور تقریباً چودہ سو نمازیوں کی گنجائش ہے۔گیلری کا رقبہ 298 مربع میٹر ہے، پانچ سونمازیوں کی گنجائش ہے۔زنانہ مسجد میں 850 نمازیوں کی گنجائش ہے۔پھر نیچے بھی ایک ہال بنایا گیا ہے جو سب سے پہلے بنا تھا اور بغیر مزید تعمیر کے کافی دیر پڑا رہا، اُس میں آٹھ سو پچاس نمازیوں کی گنجائش ہے۔پھر اسی طرح ایک مشن ہاؤس اپارٹمنٹ بھی ہے۔اُس میں تین بیڈروم ہیں، ڈرائنگ روم ہے، سیلف کنڈیکٹ پورا گھر ہے ماشاءاللہ۔

اسی طرح مسجد بیت النصر کے مزید کوائف یہ ہیں کہ باقاعدہ مسجد کے دونوں ہال ہیں۔اس میں 2250 افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔(گیلری میں 500 اور ہال کے اندر 850 نماز ادا کرنے والے اس کے علاوہ ہیں)۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو ہال ہے اُس کی چھت جو ٹیرس (Terrace) کے طور پر استعمال ہورہی ہے اُس میں بھی اگر موسم کھلا ہو، رَش ہوتو قریباً آٹھ سو سے ہزار نمازی نماز ادا کرسکتے ہیں۔مسجد کے مینار کی اونچائی اکیس میٹر ہے۔گنبد کی اونچائی پانچ میٹر ہے۔یہاں ایک لائبریری بھی ہے۔ذیلی تنظیموں کے بھی اور مرکزی جماعتی دفاتر بھی ہیں۔اسی طرح مسجد کا جو لجنہ کا حصہ ہے اس کی اپنی ایک الگ لائبریری ہے اور نیچے اُس کے ساتھ اُن کا دفتر بھی ہے۔ایک بڑا اور کافی وسیع کچن بھی ہے ماشاءاللہ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح کونسل سے ایک مسئلہ چل رہا تھا اور لمبے عرصہ سے جو مسجد کی اجازت نہیں مل رہی تھی تو اس کی وجہ وہ سڑک بنانے کا معاملہ تھا جو مسجد کے ایک سائیڈ پر ہے تو جماعت نے لوگوں کی سہولت کے لئے، بہتری کے لئے، رفاہِ عامہ کے لئے وہ سڑک بھی بنا کے دی ہے اور فٹ پاتھ بھی بنا کے دیا ہے۔بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کُل ایک سوچار ملین کا اس میں خرچ ہوا۔ہماری مسجد مین سڑک کے اوپر ہے جو اوسلو ائیرپورٹ جانے والی سڑک ہے۔اور شہر میں آتے جاتے یہ نظر آتی ہے۔اس کا بڑا خوبصورت نظارہ ہے۔یہ E-6 موٹروے پر واقع ہے۔روزانہ اسّی ہزار گاڑیاں اس سڑک سے گزرتی

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہیں۔یہاں انڈرگراؤنڈ سروس اور بس سروس بھی مہیا ہے۔گویا ایک مرکزی جگہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کوعطا فرمائی ہے۔خدا کرے کہ اس کی آبادی بھی اسی جذبے سے ہوجو عموماً یہاں کے احمدیوں نے اس کی تعمیر میں دکھایا ہے۔

حضورانور نے فرمایا: پس ہماری مسجدیں اور یہ مسجد بھی ہر جگہ ہمیشہ امن اور محبت اور پیار کا نعرہ بلند کرے گی۔خدا کرے کہ ہم مسجد کی تعمیر کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے اپنے تقویٰ میں، اپنی روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں، اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرکے سکونِ قلب کے سامان پیدا کرنے والے ہوں اور ہم میں سے ہر ایک محبت، پیار اور بھائی چارے کا ایک نمونہ بننے والا ہو۔

(حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن حسب طریق علیحدہ شائع ہوچکا ہے)۔

حضورانور کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔نمازوں کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم سفیر احمد بٹ صاحب شہید کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔مرحوم کو 25 ستمبر 2011ء کوکراچی میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے شہید کردیا تھا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا واقعہ شہادت اور ان کے خاندانی حالات اپنے خطبہ جمعہ میں بیان فرمائے تھے۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

مسجد بیت النصر کی مختصر تاریخ

مسجد بیت النصر جس کی زمین 1994ء میں خریدی گئی۔اور اس کا سنگ بنیاد 29 جنوری 1999ء کو رکھا گیا اور سنگ بنیاد میں دارالمسیح قادیان سے لائی گئی ایک اینٹ رکھی گئی اور تعمیراتی کام شروع ہوا۔اس کی تعمیر انتہائی کٹھن مراحل سے گزری ہے۔گزشتہ 13 سال میں بہت سے نشیب وفراز آئے۔یہ پلاٹ جہاں اس مسجد کی تعمیر اب مکمل ہوئی ہے اس کی زمین بہت نرم تھی جس کی وجہ سے بنیادوں پر اصل لاگت سے بہت زیادہ لاگت آئی اور مسجد کی تعمیر روکنا پڑی۔چنانچہ 1999ء کے آخر پر مسجد کی تعمیر رُک گئی۔

اس ساری صورتحال کے پیش نظر یہ فیصلہ بھی ہوا کہ اس پلاٹ کوفروخت کردیا جائے اور مسجد کے لئے کوئی اَور جگہ تلاش کی جائے جس کے لئے مسلسل کوششیں کی گئیں لیکن مطلوبہ رقم نہ ملنے کی وجہ سے یہ پلاٹ فروخت نہ ہوسکا۔کئی بار ایسا ہوا کہ مختلف کمپنیوں اور اداروں سے سودا فائنل ہوتے ہوتے رہ گیا۔ ہر دفعہ کوئی نہ کوئی روک پڑ جاتی۔اس پلاٹ کے نہ فروخت ہونے میں بھی خدا تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر کام کر رہی تھی۔اس پلاٹ میں دارالمسیح، مسجد مبارک قادیان کی بابرکت اینٹ نصب تھی تو پھر کیسے ممکن تھا کہ یہ فروخت ہوکر کسی غیر کے ہاتھ میں چلا جاتا۔

ستمبر 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناروے کا اپنا پہلا دورہ فرمایا۔

23 ستمبر 2005ء کو اس قطعہ زمین کے قریب ہی ایک ہال میں جو جماعت نے کرایہ پر حاصل کیا تھا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ ناروے کو مسجد کی تعمیر کی پُرزور تحریک فرمائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا:

''جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت کے افراد اور جماعت نے جب بھی ایک منصوبے کے تحت ایک ہوکر، ایک عزم کے ساتھ کسی کام کو شروع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اسے انجام تک پہنچایا ہے۔اگر آپ بھی اب اس کام کو پختہ ارادے سے شروع کریں تو یہ مسجد یقیناً بن سکتی ہے۔''

''مَیں نے آپ میں سے مردوں، عورتوں، بچوں، نوجوانوں کی اکثریت کے چہرے پر اخلاص ووفا کے جذبات دیکھے ہیں۔مَیں نہیں سمجھتا کہ آپ کے اخلاص ووفا میں کمی ہے یا کسی سے بھی کم ہیں۔بعض ذاتی کمزوریاں ہیں اُن کو دور کریں۔ایک دوسرے سے تعاون کرنا سیکھیں۔مضبوط ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر آپ کی مدد فرمائے گا۔اور اپنے وعدوں کے مطابق ایسے ذریعوں سے آپ کے رزق کے اور آپ کے کاموں کی تکمیل کے اور آپ کے اس وعدے کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا کہ جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''جو کمزور ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔اُن کو بھی بتائیں کہ خدا کا گھر بنانے کے کیا فوائد ہیں۔جو قربانیاں کر رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عہدوں کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہوئے، نئے سرے سے پلاننگ کریں، سب سر جوڑ کر بیٹھیں، ایک دوسرے پر الزام لگانے کی بجائے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں۔''

''آج جب دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر ہو رہی ہے، ہر جگہ جماعت کی ایک خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔آج جب دشمن جہاں اس کا زور چلتا ہے ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو بند کروانے کی کوشش کر رہا ہے۔ان ملکوں میں جہاں امن ہے جہاں آپ کے مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہیں، جہاں خدا کے نام کو ہر شخص تک پہنچانے کی انتہائی ضرورت ہے، آج جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔اگر بہتر حالات میسر ہونے کے بعد بھی آپ نے خدا کے اس گھر اور اس کے روشن میناروں کی تعمیر نہ کی تو یہ ناشکری ہوگی۔یاد رکھیں یہ آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد ابھی آپ لوگ اسے تعمیر نہ کرسکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی اور جو رقم اب تک اس پہ خرچ ہوئی ہے وہ بھی ضائع ہوجائے گی اور جماعت کے وقار کو بھی دھکہ لگے گا۔پس آج ایک ہوکر اس گھر کی تعمیر کریں، اس تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہوں گے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہوں گے۔اور یاد رکھیں کہ ہر بڑے کام کے لئے بڑی قربانی دینی پڑتی ہے۔دعاؤں کے ساتھ اس قربانی کے لئے تیار ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔''

''یاد رکھیں اگر یہ موقع آپ نے ضائع کردیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مساجد اس ملک میں بن جائیں گی۔لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں، اس جگہ سے گزرتے ہوئے آپ کو اس طرح یاد کریں گی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقع میسر آیا لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا اور یہ جگہ ہاتھ سے نکل گئی۔اللہ نہ کرے کہ کبھی وہ دن آئے جب آپ کو تاریخ اس طرح یاد کرے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء بمقام اوسلو ناروے)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر جماعت ناروے نے دل کی گہرائیوں سے، کامل اخلاص اور وفا کے ساتھ اپنا سر جھکاتے ہوئے لبیک کہا۔مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ہر ایک کے دل سے ''سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا'' کی آواز ہی نکلی اور پھر یہ صرف آواز ہی نہیں رہی بلکہ ناروے کی سرزمین پر بسنے والے احمدیوں نے، مردوں نے، عورتوں نے اور جوانوں،

بوڑھوں نے یہ ثابت کردیا کہ 2005ء میں پیارے آقا کی آواز پر جو لبیک کہا تھا اور جو سمعنا واطعنا کا اقرار کیا تھا، آج ہم نے اس اقرار کا حرف حرف، لفظ لفظ کامل اطاعت اور وفا کے ساتھ پورا کر کے دکھا دیا اور جو عہد و پیمان باندھے تھے انہیں سچ کر دکھایا۔ اور ہم اپنے ربّ کے حضور بامراد اور کامیاب ہوگئے اور قربانی کی ایسی مثالیں رقم کیں جو بہتوں کے لئے مشعل راہ ہیں اور ناروے کی تاریخ ہمیشہ ان کو یاد رکھے گی۔

مسجد کے لئے مالی قربانی کی ایمان افروز مثالیں

یہاں قارئین کے لئے قربانی کے چند نمونے پیش ہیں۔

اپنا گھر مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کردیا

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے 23 ستمبر 2005ء کے خطبہ کے بعد ناروے کے ایک صاحب نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز سے ملاقات کی اور یہ درخواست کی کہ وہ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی تحریک کے نتیجہ میں اپنا گھر جس میں وہ رہتے ہیں مسجد کی تعمیر کیلئے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُن کی یہ بھی خواہش ہے کہ اُن کا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ چنانچہ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اسے قبول فرمایا۔ وہ اپنے گھر سے ایک کرائے کے مکان میں شفٹ ہوگئے اور اپنا گھر فروخت کر کے مکمل رقم مسجد کی تعمیر کے لئے جمع کروادی۔ خدا تعالیٰ کی شان اُن کے لئے اس طرح ظاہر ہوئی کہ اب جب کہ مسجد کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے سے بہتر اور نیا گھر عطا فرمادیا ہے۔ وہ پہلے سے بھی آسودہ حال رہ رہے ہیں اور جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

رقم نہیں تھی گاڑی پیش کردی۔

اس مسجد کی تعمیر میں ایسی کئی مثالیں بھی سامنے آئیں کہ اگر کسی کے پاس رقم نہیں تھی تو اُس نے کہا کہ میری گاڑی ہی لے جائیں۔

یہ زیور اب میرے لئے حرام ہے

مکرم امیر صاحب اور مبلغ سلسلہ ناروے جب گھروں میں دورہ کی غرض سے جاتے تو گھر میں داخل ہوتے ہی یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ میری بیوی کا یا میری ماں کا زیور ہے جو وہ پیش کرنا چاہتی ہیں۔ ایک دفعہ تو ایسا ہوا کہ ایک اجلاس میں جب حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی تحریک کی طرف توجہ دلائی گئی تو وہیں ایک عورت نے اپنی چوڑیاں اتار کر ٹیبل پر رکھ دیں اور کہا کہ اب یہ میرے لئے حرام ہیں۔ میں یہ چوڑیاں اِسی وقت مسجد کی تعمیر کی غرض سے دینا چاہتی ہوں میں انہیں دوبارہ نہیں پہنوں گی۔

کاش مَیں نے چوڑیاں بھی پہنی ہوتیں تو وہ بھی پیش کردیتی

ایک موقع پر جب مسجد کی تعمیر کی تحریک کی طرف توجہ دلائی جارہی تھی تو ایک خاوند نے اپنی بیوی کو پیغام بھجوایا کہ جس قدر بھی زیور تم نے پہن رکھا ہے سب کا سب مسجد کے لئے پیش کردو۔ جس پر اُس نے اپنا سارا زیور اُسی وقت پیش کردیا۔ اس پر کسی نے کہا کہ تم نے چوڑیاں نہیں پہنی ہوئیں وہ بچ گئی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ کاش میں نے آج چوڑیاں بھی پہنی ہوتیں تو میں وہ بھی مسجد کے لئے پیش کردیتی۔

مکان خریدنے کے لئے ریزرو ساری رقم مسجد فنڈ میں ادا کردی

ایک صاحب نے اپنا مکان خریدنے کے لئے تقریباً -/50,000 کرونرز کی رقم جمع کر رکھی تھی۔ جب مسجد بیت النصر کی تعمیر کی تحریک کی طرف توجہ دلائی گئی تو خاوند نے سوچا کہ اس میں سے -/20,000 کرونرز مسجد کے لئے ادا کرے گا اور باقی رقم اپنا گھر خریدنے کے لئے رکھے گا۔ لیکن بیوی نے جواب دیا کہ نہیں مسجد کو رقم کی ضرورت ہے۔ ہم سب کی سب جمع رقم مسجد میں دیں گے۔ اپنے گھر کے لئے کچھ نہیں بچائیں گے۔ چنانچہ اُس وقت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک وسیع اور خوبصورت گھر عطا کر رکھا ہے۔

بیٹی کے لئے جمع رقم مسجد فنڈ میں ادا کردی

ایک دن صبح کے وقت ایک عورت کا فون آیا کہ مجھے کل شام معلوم ہوا ہے کہ ہمیں مسجد کھولنے کی اجازت نہیں مل رہی کیونکہ ابھی اس میں کچھ کام ہونا باقی ہے جس کے لئے ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ساری رات سو نہیں سکیں اور دعائیں کرتی رہی ہیں۔ ان کے پاس تین لاکھ کرونرز کی رقم ہے جو انہوں نے اپنے خاوند سے الگ اپنی بیٹی کو مکان خرید کردینے کے لئے جمع کی ہے۔ وہ یہ ساری رقم مسجد فنڈ میں جمع کروا رہی ہیں اور بیٹی کا معاملہ خدا پر چھوڑتی ہیں۔

حق مہر کی رقم مسجد کی تعمیر کے لئے دے دی

ایک بچی جسے کچھ تکلیف بھی پہنچ چکی تھی اُسے جب اپنے حق مہر کی رقم ملی تو اُس نے اپنے حق پر خدا تعالیٰ کے حق کو ترجیح دیتے ہوئے یہ سب کی سب رقم مسجد فنڈ میں جمع کروادی۔

بچوں کے غلّے پیش کردیے

گھروں میں دورہ کے دوران بھی اور پھر مسجد نور میں بھی یہ منظر بار بار دیکھنے کو آتا کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں اور اپنا غلّہ اُٹھائے ہوئے آتے ہیں اور اپنی توتلی زبان میں کہتے ہیں کہ ہم نے یہ رقم کوئی گیم یا فلاں چیز خریدنے کے لئے جمع کی تھی لیکن اب ہم یہ رقم مسجد کے لئے دینا چاہتے ہیں۔

عیدی کی رقم مسجد فنڈ میں

مسجد بیت النصر کی تعمیر میں ایسی مثالیں بھی بے شمار نظر آئیں کہ بچے اور بچیاں اپنی عیدیاں مسجد فنڈ میں پیش کر رہے ہیں۔

ایک بچی کی اُمنگ

ایک سات سالہ بچی کو سکول ٹیچر کی طرف سے جب یہ سوال پوچھا گیا کہ تمہیں ایک لاکھ کرونر مل جائیں تو اسے کیسے خرچ کروگی؟ تو اس نے انتہائی سادگی سے جواب دیا کہ فیورست میں ہماری مسجد بن رہی ہے میں اس کی تعمیر کے لئے دے دوں گی۔

ایک ضعیف جوڑے کا وظیفہ بڑھ جانا

ایک میاں بیوی جو کافی ضعیف ہیں اور جنہیں حکومت کی طرف سے اپنے اخراجات کے لئے ایک محدود وظیفہ ملتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ امیر صاحب اور مربی صاحب دورے پر آرہے ہیں ہمیں کچھ نہ کچھ پیش کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ہمت سے زیادہ وعدہ کرلیا۔ خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلے ہی دن اُن کے وظیفہ میں اُسی قدر اضافہ کردیا گیا اور یہ اُن کے لئے خدائی تائید کا نشان ثابت ہوا۔

مسجد فنڈ ادا کرنے کے لئے ٹیکسی چلائی

احادیث میں ایسے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر ملتا ہے کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تحریک فرماتے تو بازار کو نکل جاتے اور کام کرتے اور کچھ رقم کما کر لا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا کرتے۔

جماعت ناروے میں بھی کئی افراد ایسے نکلے جنہوں نے صرف اس لئے کسی پیشے کو اختیار کیا کہ وہ مسجد کی خاطر رقم ادا کر سکیں۔ اِن میں سے ایک مثال ایسے نوجوان کی ہے جو پڑھے لکھے بھی تھے اور ایک اچھی پوسٹ پر جاب بھی کر رہے تھے۔ جب حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ناروے کی جماعت کو یہ تحریک فرمائی کہ ہر کمانے والا ایک ایک لاکھ کرونرز دے۔ عاملہ کے ممبر ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کرونرز دیں اور ڈاکٹرز تو ملین ملین کرونرز کی رقم دے سکتے ہیں۔ تو اِس نوجوان نے سوچا کہ وہ اب صرف اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ٹیکسی چلائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی اصل جاب کے ساتھ ساتھ خلافت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ٹیکسی چلانی شروع کی اور اپنا وعدہ پورا کیا اور وعدہ پورا کر کے ٹیکسی چلانی چھوڑ دی۔ آج انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتر جاب ملی ہوئی ہے اور معاشی طور پر پہلے سے بہت بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔

مَیں چاہتا ہوں سب سے زیادہ قربانی مَیں کروں

ایک صاحب ایسے بھی تھے جنہوں نے ایک بڑی رقم کا وعدہ کیا اور پھر یہ بھی درخواست کی کہ اگر میری رقم سے بڑھ کر کسی نے رقم دی ہے تو مجھے بتادیا جائے، مَیں چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ قربانی مَیں پیش کروں۔

صرف مربی ہاؤس کا نہیں ساری مسجد کا فرنیچر آپ دیں گے

مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر فرنیچر کی ضرورت بھی محسوس ہونی تھی۔ ایک صاحب جو فرنیچر کا ہی کاروبار کرتے تھے۔ اپنے ایک شوروم کے افتتاح پر کہنے لگے مسجد مکمل ہونے پر مربی ہاؤس کے لئے جس فرنیچر کی ضرورت ہوگی وہ مَیں دونگا۔ اس پر امیر صاحب نے کہا کہ صرف مربی ہاؤس کا نہیں ساری مسجد کا ہی فرنیچر آپ دیں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق عطا فرمادی کہ انہوں نے ساری مسجد اور دفاتر میں جہاں بھی اور جتنا بھی فرنیچر چاہئے تھا مہیا کردیا۔

مسجد کے لئے کارپٹ دوں گا

ایک دن امیر صاحب کے آفس میں فون کی گھنٹی بجی اور ایک نوجوان نے جسے ہم اچھی طرح جانتے تھے فون پر کہا کہ وہ مسجد بیت النصر میں کارپٹ ڈلوانا چاہتا ہے۔

امیر صاحب: کیا تم نے مسجد دیکھی ہے کہ کتنی بڑی ہے؟

نوجوان: جی مَیں نے دیکھی ہے اور مَیں نے پیمائش بھی لے لی ہے۔

امیر صاحب: ہم اچھی کوالٹی کا کارپٹ ڈلوانا چاہتے ہیں۔

نوجوان: جی امیر صاحب جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ڈلوایا جائے گا۔ اور فون بند ہوگیا۔

امیر صاحب اس ساری گفتگو کے بعد حیران تھے کہ یہ کل کا بچہ ہے۔ ہمارے سامنے بڑا ہوا ہے۔ ہم تو اسے ابھی بھی بچہ ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ساری مسجد کا کارپٹ ڈلوایا۔

ایک خواب کی بنا پر جمع شدہ پونجی ادا کردی

ایک اور بزرگ خاتون (جو ابراہیم خلیل صاحب مبلغ سلسلہ مرحوم کی بیوہ ہیں) جرمنی گئی ہوئی تھیں۔ خواب میں دیکھا کہ امیر صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور بڑے درد کے ساتھ جماعت کو مسجد کے چندہ کی تحریک کر رہے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں جرمنی میں تھی۔ میرے دل میں تحریک ہوئی کہ مَیں واپس ناروے اپنے بچوں کے پاس جاؤں اور میری جو پس انداز کی ہوئی رقم ہے وہ مسجد کے لئے پیش کردوں۔

چنانچہ انہوں نے ناروے آکر امیر صاحب کو فون کیا کہ آپ آکر مسجد کے لئے رقم لے جائیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی پس انداز کی ہوئی رقم اللہ کے گھر کے لئے پیش کردی۔ یہ خاتون کچھ عرصہ بعد وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین

وقت کی قربانی

جماعت احمدیہ ناروے کے انصار و خدام تین سال سے مسلسل مسجد کی حفاظت کے لئے ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور یہ ڈیوٹیاں دن رات جاری ہیں اور اس قربانی میں لجنہ اماء اللہ بھی پیچھے نہیں جوان ڈیوٹی دینے والے خدام و انصار کو کھانا بھجوانے کی ذمّہ داری ادا کر رہی ہے۔

اس مسجد کی تعمیر کے دوران قدم قدم پر رکاوٹوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور قدم قدم پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں انہیں پریشانیوں سے نکالتی رہیں۔ امیر صاحب ناروے کے ہر خط، ہر رپورٹ پر بعض انتظامی ہدایات کے علاوہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہی فرماتے رہے: ''اللہ اپنا فضل فرمائے''، ''اللہ اپنی مدد اور نصرت سے نوازے''، ''اللہ اس راہ میں حائل سب روکیں دُور فرمادے''۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت ناروے کو مسلسل دعاؤں اور صدقات کی طرف بھی توجہ دلاتے رہے۔ اس طرح پیارے آقا کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال رہا اور ہر روک اور پریشانی دُور ہوتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ بھی احباب کے لئے تسلّی کے سامان پیدا فرمائے۔

انہی ایام میں جب کہ تعمیر کا حتمی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ جماعت ناروے کی ایک ممبر منصورہ نصیر صاحبہ نے خواب دیکھا کہ ناروے میں ایک عمارت ہے اور اُس کے ساتھ ایک میدان ہے جس میں احمدی اور غیر احمدی سب لوگ جمع ہیں۔ مَیں یہ محسوس کرتی ہوں کہ تمام لوگ اِس فیصلہ کے منتظر ہیں کہ مسجد کون بنائے گا۔ تمام احمدی حضرات دعا کرتے ہیں کہ اللہ کرے فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔ اس کے بعد دیکھتی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کمرہ میں جائے نماز پر بیٹھے ہیں اور دعا کر رہے ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہ دعا سجدہ کی حالت میں کر رہے ہیں۔ پھر جب حضورانور دوسرے سجدہ میں جانے لگتے ہیں تو یہ دیکھ کر مجھے خوشی اور اطمینان ہوتا ہے کہ اب فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔

جماعت کی ایک اور بزرگ خاتون خالہ بانو صاحبہ (جو خواجہ امین صاحب مرحوم آف سمبڑیال کی بیوہ ہیں) بھی مسجد کی تعمیر کے لئے دعا گو تھیں۔ انہوں نے خواب میں امیر صاحب کو دیکھا کہ بہت پریشان اور غمگین ہیں اور سجدہ میں دعا کر رہے ہیں۔ تو مَیں اُن سے کہتی ہوں کہ امیر صاحب! آپ پریشان نہ ہوں، مسجد بن جائے گی۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان سے فرشتے اُترتے ہیں جنہوں نے باقاعدہ وردیوں جیسے ایک طرح کے لباس پہنے ہوئے ہیں اور جلدی جلدی اینٹیں رکھتے جاتے ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مسجد کھڑی ہوجاتی ہے۔

مسجد تعمیر کے آخری مراحل میں تھی جب کنٹریکٹر نے معاہدہ سے زائد رقم کا مطالبہ شروع کر دیا جو ناجائز مطالبہ تھا۔ اخبار میں یہ اختلاف شائع ہوا۔ کنٹریکٹر نے لکھ کر دے دیا کہ چونکہ تعمیری کام مکمل نہیں لہٰذا منظوری نہ دی جائے۔ سخت پریشانی کے حالات تھے۔ امیر صاحب ناروے کی بیگم طاہرہ زرتشت صاحبہ کہتی ہیں کہ دعا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی تو ایک بلند اور بہت بارعب آواز آئی: ''مبارک ہو''۔ اس آواز سے میری اونگھ جاتی رہی۔ اُس وقت گھر میں اُن کے علاوہ کوئی بھی موجود نہ تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں بے اختیار رونے لگی۔ اس کے چند دن بعد مسجد کا اجازت نامہ بفضل الٰہی مل گیا۔ الحمدللہ

پروگرام کے مطابق شام چھ بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

Roger Kaliff پریذیڈنٹ کالمار کاؤنٹی اسمبلی سویڈن کی اپنی پارٹی کی طرف سے مسجد بیت النصر کے افتتاح میں شمولیت اور حضور انور سے ملاقات۔

موصوف Roger Kaliff سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی ایگزیکٹو کمیٹی کے سینئر ممبر ہیں اور یورپین یونین کی سٹی کمیٹیز کے وائس چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا کہ 22 جولائی 2011ء کو ناروے میں جو دہشت گردی کا واقعہ ہوا تھا جس میں 77 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ اس واقعہ کی وجہ سے سویڈن میں ہم سب انتہائی تکلیف کی حالت میں تھے۔ اس واقعہ میں مارے جانے والے بچے اور جوان سب ہماری سسٹر پارٹی (Arebed Party) کی یوتھ آرگنائزیشن کے بچے اور نوجوان تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آج میں یہاں خوشی کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اور فخر محسوس کرتا ہوں کہ جس جماعت کے ساتھ میرے پرانے اور دیرینہ دوستانہ تعلقات ہیں انہوں نے ناروے میں مسجد بنا کر امن کے فروغ کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ اور اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ جماعت احمدیہ ناروے میں امن کے قیام کے لئے باہمی کوششوں میں شامل ہوگئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کے مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے کے لئے ناروے آنے پر شکریہ ادا کیا۔

موصوف نے کہا کہ لاہور میں جو دو مساجد میں دہشت گردی کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے، پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے بارہ میں آپ سب کی تکلیف اور درد کو سمجھنے میں اب ہمیں آسانی ہوئی ہے۔ جو یہاں ناروے میں واقعہ ہوا ہے اور پھر سٹاک ہالم (سویڈن) میں جو واقعہ ہوا ہے۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سویڈن آنے کی دعوت دی اور کہا کہ مالمو (Malmo) میں مسجد کی تعمیر بڑا اچھا قدم ہوگا۔ حضور سویڈن آئیں اور ہم حضور کو خوش آمدید کہیں گے۔ (مالمو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سویڈن مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خرید چکی ہے)۔

موصوف نے بتایا کہ وہ صبح چار بجے گھر سے روانہ ہوئے تھے اور لمبا سفر بذریعہ کار طے کر کے جمعہ سے قبل مسجد بیت النصر پہنچ گئے تھے۔ حضور انور کا مکمل خطبہ سنا ہے اور آج رات Reception کے بعد سویڈن واپسی ہے کیونکہ ہفتہ کی صبح بعض اہم اور ضروری میٹنگز ہیں، اُن میں شامل ہونا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں آرام کرتے ہوئے جائیں اور ساتھ کوئی دوسرا ڈرائیور بھی ہو۔

موصوف کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات چھ بج کر 35 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ناروے کی وزیر دفاع Grethe Faremos کی مسجد بیت النصر کی افتتاحی تقریب میں آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

چھ بج کر 35 منٹ پر موصوفہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات شروع ہوئی۔ موصوفہ نے بتایا کہ وہ قبل ازیں جسٹس اور انرجی کی وزیر بھی رہ چکی ہیں اور آجکل وزارت دفاع کا منصب ان کے پاس ہے۔

موصوفہ نے کہا کہ ہمیں مسجد کی تعمیر پر خوشی ہوئی ہے۔ ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ہمیں مسجد کا وزٹ کروایا گیا ہے۔ بہت عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ مَیں نے قرآن کریم کی نمائش بھی دیکھی ہے۔

وزیر دفاع نے 22 جولائی کے واقعہ کا ذکر کیا کہ ناروے کی تاریخ میں یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے ہمیں ہلا کر رکھ دیا۔ ہم نے اس واقعہ پر ہر طرف سے بڑی بھرپور ہمدردی دیکھی ہے اور ہم نے ریلیجیس ڈائیلاگ کا میدان کھلا رکھا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے بہت بڑی قربانی دی ہے۔ اس پر وزیر نے کہا کہ وزیراعظم اور حکومت نے مرنے والوں کے عزیزوں سے بہت ہمدردی دکھائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان مرنے والوں میں سے نوجوان بہت زیادہ تھے جس پر موصوفہ وزیر نے بتایا کہ اکثر 12، 14 سال اور 20 سے 30 سال کے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں آپ کے اس درد کو محسوس کر سکتا ہوں۔ گزشتہ سال لاہور میں ہماری دو مساجد میں دہشت گردی کے حملہ میں 86 احمدی شہید ہوئے تھے اور ان کو بڑی بیدردی سے مارا گیا تھا۔ یہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مَیں آپ کی اس تکلیف اور درد کو محسوس کر سکتا ہوں جو آپ کو ناروے میں دہشت گردی کے حملہ کے نتیجہ میں پہنچا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ 22 جولائی 2011ء کو جب ناروے میں واقعہ ہوا ہے اُس وقت ہمارا جلسہ سالانہ ہو رہا تھا۔ جلسہ سالانہ کے دوران بھی مَیں نے اظہار ہمدردی کیا تھا۔ بعد میں باقاعدہ وزیراعظم ناروے کو خط بھی لکھا تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے آپ کا پارلیمنٹ ہاؤس دیکھا ہے اور صدر پارلیمنٹ سے بھی ملا ہوں۔ اس پر وزیر موصوف نے کہا کہ مَیں بھی اسی پارٹی یعنی حکومتی پارٹی سے ہوں۔ ہمارا پارلیمنٹ کا نیا سیشن سوموار سے شروع ہو رہا ہے اس لئے ہر کوئی اس کی تیاری میں مصروف ہے۔

پریذیڈنٹ کے دفتر کی کھڑکی سے بادشاہ کا محل نظر آرہا تھا۔ حضور انور نے ازراہ تفنّن صدر صاحب سے پوچھا کہ آپ King کو watch کر رہے ہیں یا وہ آپ کو watch کر رہے ہیں۔ اس پر وزیر موصوف نے کہا کہ اوسلو (Oslo) چھوٹا شہر ہے۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے بہت سے حکومتی دفاتر اور ادارے ہیں اور دیگر حکومتی عمارات بھی ہیں۔

مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں 2005ء میں ناروے میں آیا تھا اور جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لئے توجہ دلائی تھی تو اب چھ سال بعد انہوں نے مسجد مکمل کر لی ہے۔ اس پر وزیر موصوف نے کہا کہ بہت سا کام وقارِ عمل کے ذریعہ بھی ہوا ہے۔ نارویجین اس کے لئے Dugnad کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور والنٹیری، طوعی کام سے بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔

وزیر دفاع نے کہا کہ پرائم منسٹر Jens Stoltenberg بہت افسوس کا اظہار کر رہے تھے کہ وہ آج آپ کی اس تقریب میں شامل نہیں ہو سکیں گے۔ پارلیمنٹ کے اجلاس کی تیاری کی وجہ سے بہت مصروفیت ہے لیکن وہ اس بات میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں کہ مسجد کے افتتاح کی تقریبات کیسی رہیں، کیا پروگرام ہوئے۔

بعد ازاں وزیر دفاع نے بتایا کہ نارویجین حکومت نے افریقہ میں اور خصوصاً ایسٹ افریقہ کے ممالک میں بعض Humanitarian Projects شروع کئے ہیں۔ تعلیمی اداروں، ہیلتھ، فارمنگ، میڈیا، ڈویلپمنٹ، عورتوں اور بچوں کی سوسائٹیز اور ان کے حقوق وغیرہ کے سلسلہ میں ہم کام کر رہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ افریقہ کے ممالک میں جماعت کے پراجیکٹ بھی کام کر رہے ہیں۔ ہمارے سکولز اور ہسپتالز ہیں اور اب فرانکوفون ممالک میں بھی سکول کھول رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم پانی مہیا کرنے کے لئے نئے پمپ بھی لگا رہے ہیں اور پرانے پمپس/نلکوں کی مرمت بھی کر رہے ہیں۔ سینکڑوں پمپس ہم نے مرمّت کئے ہیں۔ سولر سسٹم کے ذریعہ بعض جگہوں پر بجلی کی سہولت بھی دی جا رہی ہے۔ اب بعض دُور دراز کے دیہاتی علاقوں میں صاف اور تازہ پینے کا پانی مہیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پانچ افریقن ممالک میں پانچ ماڈل ویلیجز بھی تیار کر رہے ہیں جن میں سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی اور پانی مہیا کر رہے ہیں اور گلیاں، راستے بھی تیار کر رہے ہیں۔ اسی طرح گرین ہاؤس (Greenhouse) اور کمیونٹی سنٹر بھی تیار کر کے مہیا کر رہے ہیں۔

یہ بات سن کر وزیر دفاع نے کہا کہ جماعت احمدیہ اور نارویجین حکومت میں بہت سے خدمت کے کام ایک جیسے ہیں۔ ایک جیسی خدمت کرنے کی خواہشات اور پروگرام ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات درست اور صحیح ہے لیکن جماعت یہ کام والنٹیرز اور رضاکاروں کے ذریعہ کرتی ہے اور ہم یہ سروسز انتہائی کم قیمت پر مہیا کرتے ہیں۔ کسی بھی حکومت کے مقابل پر جو وہ اخراجات کرتی ہے ہم اُس سے بہت کم خرچ میں یہ کام کر دیتے ہیں۔

ڈیفنس منسٹر کے اس سوال پر کہ حضور انور کا ناروے میں کتنا قیام ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں مزید دو تین دن اَور یہاں ہوں۔

ڈیفنس منسٹر نے کہا کہ اگر حضور نامناسب نہ سمجھیں تو کیا یہ سوال کر سکتی ہوں کہ احمدی احباب ملکی سیاست میں حصہ لے سکتے ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں ہرگز اس کو نامناسب نہیں سمجھتا۔ ہر احمدی اپنے ملک کی خدمت کرے اور جو یہاں آباد ہیں وہ یہاں کے باشندوں میں گھل مل کر رہیں اور باہم مل کر کام کریں اور ملک کی بھلائی کی خاطر کام کریں۔ حضور انور نے فرمایا: باوجود اس کے کہ مذہب مختلف ہے لیکن ہمارے مقامی ناروے کے باشندوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ ایک اچھے شہری ہونے کی حیثیت سے تعلقات میں مذہب اثرانداز نہیں ہونا چاہئے۔ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے ہر ایک کو دوسرے سے بھائی چارے اور ہمدردی کا اچھا تعلق رکھنا چاہئے۔

وزیر دفاع کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں ہمارا لوکل امام اردو اور نارویجین زبان میں خطبہ دیتا ہے۔ اسی طرح سویڈن میں بھی آدھا اردو اور آدھا سویڈش زبان میں دیا جاتا ہے۔ اس پر موصوفہ نے کہا کہ اُسے خوشی ہوئی ہے کہ نارویجین زبان کو بھلا نہیں دیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرا خطبہ Live نشر ہوتا ہے اور اس کا آٹھ زبانوں انگلش، فرنچ، عربی، بنگلہ، ترکش، جرمن، رشین، بوزنین وغیرہ میں ترجمہ بھی Live نشر ہوتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ نارویجین زبان میں بھی ترجمہ ہونے لگے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ناروے میں پیدا ہونے والے احمدی بچے اردو زبان کی نسبت نارویجین زبان بہت بہتر بولتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے لوگ مجھے اپنی اپنی زبان میں خط لکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں مختلف زبانوں کے ڈیسک ہیں وہ ان خطوط کا ترجمہ کرتے ہیں۔

مسجد کے حوالہ سے دوبارہ ذکر ہوا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مسجد کی لوکیشن بہت اچھی ہے اور مجھے پسند ہے۔ انتہائی باموقع ہے۔ ایئرپورٹ کی طرف سے آتے ہوئے یہ مسجد دکھائی دیتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: مجھے بتایا گیا کہ مسجد کے ساتھ والی مین ہائی وے سے روزانہ 80 ہزار گاڑیاں گزرتی ہیں اور ان گاڑیوں میں سفر کرنے والے احباب ہماری اس مسجد کو دیکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ رات کو مسجد بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ آج کل جماعت نے مسجد کے ایک حصہ کے گرد لائٹس لگائی ہوئی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اجازت ملنے پر مسجد میں Love for all, Hatred for none کا روشن بورڈ بھی نصب کیا جا سکتا ہے جو کہ دُور سے نظر آ سکے گا۔

''مسرور ہال'' کے افتتاح کا بھی ذکر ہوا کہ آج شام اس کا افتتاح ہوگا۔ اس پر وزیر دفاع نے پوچھا کہ یہ ہال کس غرض کے لئے استعمال ہوگا؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ مختلف مواقع پر، مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں صرف احمدی ہی ہمارے ہالز استعمال نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگ اور بعض اوقات سیاسی پارٹیاں بھی اپنے پروگراموں کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ اس پر وزیر دفاع نے کہا کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ احمدی کتنے فراخ دل ہیں۔

وزیر دفاع کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا دوسرے سکنڈے نیوین ممالک میں بھی مساجد ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) اور گوتھن برگ (سویڈن) میں ہماری مساجد ہیں اور بعض دوسرے شہروں میں ہمارے مراکز اور سینٹر ہیں۔ کوپن ہیگن کی مسجد سکنڈے نیوین ممالک میں ہماری پہلی مسجد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جرمنی کی جماعت سال میں پانچ سے چھ مساجد تعمیر کر رہی ہے۔ اسی طرح یوکے میں بھی سال میں ایک یا دو مساجد کی تعمیر ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جنوبی اور سینٹرل امریکہ میں حال ہی میں کچھ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ وزیر دفاع کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات سات بجے تک جاری رہی۔ آخر پر وزیر دفاع نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

(باقی آئندہ)

درود شریف کے حوالہ سے معاندین احمدیت کے چند بودے اعتراضات اور ان کا مدلّل جواب

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ ربوہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب:57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو پوری دنیا کے لئے فضل اور رحمت کو جذب کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
'جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔' (صحیح مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ بعد التشھد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا صرف آپؐ کے لئے دعائے رحمت نہیں ہے بلکہ آپؐ کی برکت سے اس دعا کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ درود شریف کا ذکر ہو رہا تھا تو انصار میں سے ایک نوجوان نے پوچھا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے؟ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ہر مومن مراد ہے۔

(در منثور فی التفسیر الماثور۔ تفسیر سورۃ احزاب آیت 56)

کسی بھی روحانی فیض کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح و مہدی معہود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

'ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ :36) تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقّے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 131)

درود کی اہمیت و برکات اتنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اس پر بہت کثرت کے ساتھ دوام اختیار کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے حضرت چودھری رستم علی صاحبؓ کے نام تحریر فرمایا:

'......بعد نماز مغرب و عشاء جہاں تک ممکن ہو درود شریف بکثرت پڑھیں۔ اور دلی محبت و اخلاص سے پڑھیں۔ اگر گیارہ سو دفعہ روز درود مقرر کریں یا سات سو دفعہ مقرر کریں تو بہتر ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ یہی درود شریف پڑھیں۔ اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے۔ تو زیارتِ رسول کریم بھی ہو جاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت موثر ہے۔'

(مکتوب احمد۔ جلد دوم۔ صفحہ 467۔ مطبوعہ 2009ء)

یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو پوری دنیا کے لئے رحمت کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔ لیکن حال ہی میں متین خالد صاحب کا ایک مضمون روزنامہ خبریں کی 7 ستمبر 2011ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس میں درود کے حوالے سے اعتراض اُٹھانے سے پہلے یہ تمہید باندھی ہے کہ جب 1974ء میں آئین میں دوسری ترمیم سے قبل قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کے وفد سے سوالات کئے جا رہے تھے تو اٹارنی جنرل صاحب نے یہ اعتراض اُٹھایا کہ جب احمدی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے احمدی نعوذُ باللہ بانی سلسلہ احمدیہ مراد لیتے ہیں۔

اور بقول متین خالد صاحب کے اس وقت اٹارنی جنرل صاحب نے اس لغو اعتراض کی تائید میں کچھ حوالے پیش کئے تھے۔ جو حوالے متین خالد صاحب نے اس مضمون میں درج کئے ہیں جن کو بقول اُن کے اٹارنی جنرل صاحب نے اسمبلی میں پڑھا تھا اور ان کو سن کر احمدی وفد بالکل لاجواب ہو گیا تھا، ان میں سے دو کا تعلق درود شریف کے موضوع سے ہے۔ ہم یہ حوالے اسی طرح درج کر دیتے ہیں جس طرح متین خالد صاحب نے درج کئے ہیں۔ اور پھر قارئین اس مضمون کے مصنف کی ذہنی حالت کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔

اس مضمون میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تصنیف سیرت المہدی سے یہ جملہ درج کیا گیا ہے:
'اے محمدی سلسلہ کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور سلام ہو۔'

(سیرت المہدی جلد سوئم صفحہ 208)

پھر الفضل میں شائع ہونے والے ایک مضمون سے یہ جملہ درج کیا گیا ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ۔

(روزنامہ الفضل قادیان 31 جولائی 1937ء صفحہ 5)

پھر خود ہی متین خالد صاحب نے اس کا ترجمہ یہ درج کیا ہے۔ 'اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بندے مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر درود و سلام بھیج۔

یہ جملہ متین خالد صاحب نے ایک احمدی سید اختر احمد صاحب کے ایک مضمون سے لیا ہے جو اُس وقت الفضل میں شائع ہوا تھا۔

اب پڑھنے والے خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ متین خالد صاحب یہ ثابت کرنے چلے تھے کہ جب احمدی کلمہ پڑھتے ہوئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں تو اس سے نعوذُ باللہ ان کی مراد بانی سلسلہ احمدیہ ہوتی ہے اور وہ اس لغو مفروضے کی تائید میں جو حوالے پیش کر رہے ہیں وہ خود ہی اس مفروضے کی تردید کر رہے ہیں۔ یہ دونوں حوالے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک لیتے ہیں تو اس سے یقینی طور پر مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہوتی ہے اور جب مسیح موعود کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ذات ہوتی ہے۔ ورنہ دوسرے حوالے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے بعد اور 'وَ' کے بعد عَلٰى عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ کے الفاظ علیحدہ نہ استعمال کئے جاتے۔ اور اسی طرح پہلے حوالے سے، جو کہ سیرت المہدی سے لیا گیا ہے، یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے تو اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات ہوتی ہے اور جب مسیح موعود کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو اس سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ذات مراد ہوتی ہے۔ وہ جس چیز کو دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں وہ خود ان کے مفروضے کی مکمل طور پر تردید کر رہی ہے۔ اور صرف ان دو حوالوں کا کیا ذکر ہے، جماعتِ احمدیہ کا لٹریچر جو لاکھوں صفحات پر مشتمل اور دنیا کی بیسیوں زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے اس بے سرو پا الزام کی مکمل طور پر تردید کر رہا ہے۔ اور اس لٹریچر کا ایک بڑا حصہ اب انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ کوئی بھی دیکھ کر اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے کہ فقط بدحواسی کے عالم میں ایک بے سرو پا الزام لگایا جا رہا ہے اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

یہ امر قارئین کے لئے باعثِ دلچسپی ہوگا کہ اسمبلی کی کارروائی کے حوالے سے یہ طبقہ مسلسل غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ اکثر ایسی صورت میں ہوتا ہے، اس گروہ کی دوسری غلط بیانی پہلی غلط بیانی سے بالکل مختلف نکلتی ہے اور اس طرح اس کی تردید کر دیتی ہے۔

اب ہم درود کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں کہ اسمبلی میں اس حوالے سے کیا سوال ہوا تھا اور کیا جواب دیا گیا تھا۔ اور پہلے اس ضمن میں کیا غلط بیانی کی گئی تھی اور پھر کچھ سالوں کے بعد اس ضمن میں پہلے سے مختلف کیا واقعات بیان کئے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ 10 اگست 1974ء کی کارروائی کے دوران پہلے وقفہ کے بعد اٹارنی جنرل صاحب نے حضرت امام جماعتِ احمدیہ سے دریافت کیا کہ کیا قادیان میں کوئی پریس ضیاء الاسلام نام کا تھا۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی رسالہ 'درود شریف' نام کا شائع ہوا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مَیں نے پڑھا نہیں مگر دیکھا ہے۔ پھر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ اس میں جو درود شائع کیا گیا ہے اس درود میں محمدؐ کے بعد احمد آ جاتا ہے اور پھر آلِ محمدؐ کے بعد آلِ احمد آ جاتا ہے اور اس کی ایک فوٹو کاپی بھی پیش کی اور اس سے اپنی طرف سے ایک روایت بھی پڑھ کر سنائی جس کے مطابق کسی صاحب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ درود بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی موجودگی میں بھی پڑھا گیا ہے اور انہوں نے کبھی نہیں روکا۔ اس وقت امام جماعتِ احمدیہ نے فرمایا کہ یہ کتاب تو احمدی کی لکھی ہوئی ہے لیکن آپ جو درود سنا رہے ہیں وہ جماعت میں رائج نہیں ہے اور نہ جس نام سے یہ روایت بیان کی جا رہی ہے وہ نام جماعت میں کوئی معروف نام ہے جس کی روایت سند مانی جائے۔ جب گفتگو ذرا لمبی چلی اور غالباً اصل حوالہ سامنے آ گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس اشاعت میں یہ درود ہے ہی نہیں۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ کیا یہ بات غلط ہے؟ تو اس پر پھر فرمایا کہ بالکل غلط ہے۔ اس پر انہوں نے پھر پوچھا کہ کیا آپ کو ہدایت ہے کہ یہ درود پڑھیں۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ مَیں آج پہلی دفعہ یہ سن رہا ہوں۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے چارو ناچار گفتگو کا رخ کسی اور طرف موڑ دیا۔

چونکہ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے تھے اس لئے یہ ضروری تھا کہ بعد میں مکمل تحقیق کر کے حقائق بیان کئے جاتے۔ چنانچہ جب کارروائی سوا سات بجے شروع ہوئی تو حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے اٹارنی جنرل صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ رسالہ درود شریف کی فوٹو کاپی ہمیں دی گئی تھی۔ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے تھے۔ اور ہمارے پاس کئی ایڈیشن ہیں، وہ سارے ہم نے دیکھے ہیں۔ اور اس میں یہ عبارت کہیں نہیں ہے۔ جو چھپا ہوا ہے وہ بھی غلط ہے، جو صفحہ نمبر ہے وہ بھی غلط ہے اور عبارت بھی غلط ہے۔
اب یہ بہت بڑی خفّت تھی جو سوال کرنے والوں کو اُٹھانی پڑ رہی تھی۔ انہوں نے خدا جانے کس طرح ایک فوٹو کاپی بنا کر پیش کی تھی اور اب اسی روز اسمبلی میں یہ بھانڈا پھوٹ گیا تھا کہ اعتراض کرنے کے لئے جو عبارت پڑھی گئی تھی وہ غلط تھی۔ جعلسازی تھی یا کیا تھا یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن جب اصل کتاب پڑھی گئی تو اس میں یہ عبارت موجود نہیں تھی۔ اٹارنی جنرل صاحب پر تو گھڑوں پانی پڑ گیا۔ انہوں نے کچھ بات بڑھانے کی کوشش کی تو سپیکر صاحب نے اس خفّت سے ان کی گلوخلاصی کرانے کے لئے کہا:

When I think the denial comes there is no need of explanation.

یعنی جب تردید ہوگئی ہے تو وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ صحیح نکلتا یا غلط، حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ہی اس اعتراض کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ اس کتاب کے آغاز میں ہی وہی مسنون درود شریف درج کیا گیا ہے جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کو پڑھنے کی بہت کچھ فضیلت بیان کی گئی ہے کیونکہ یہ درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا۔ اور اس درود شریف کا متن ہم اس مضمون کے آغاز میں درج کر چکے ہیں۔

جب اللہ وسایا صاحب نے اس کارروائی کا تحریف شدہ متن شائع کیا تو 10 اگست کی کارروائی میں اس حصہ کو بھی بہت کچھ تحریف کر کے شائع کیا اور جس حصہ میں سوال کرنے والوں کو واضح خفّت اُٹھانی پڑی تھی وہ حصہ غائب کر دیا۔ کیونکہ اصل کارروائی کو وہ شائع کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

دلچسپی رکھنے والے اللہ وسایا صاحب کی کتاب ''پارلیمنٹ میں قادیانی شکست'' مطبوعہ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

کڑیانوالہ ضلع گجرات میں تاریخ احمدیت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 جولائی 2009ء میں مکرم مرزا حنیف احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں ضلع گجرات کے شہر کڑیانوالہ میں احمدیت کی تاریخ سے متعلق معلومات پیش کی گئی ہیں۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ خاکسار 1975ء میں ملٹری کالج میں ملازم ہوا۔ یہ کالج سرائے عالمگیر میں واقع ہے جو 1981ء میں ضلع گجرات کا حصہ تھا۔ 1977ء میں خاکسار کو قائد ضلع گجرات مقرر کیا گیا۔ اس زمانہ میں آمد ورفت کے ذرائع محدود تھے۔ اکثر علاقوں میں خاکسار پیدل جاتا اور دیکھتا کہ احمدی خاندان دُور دُور تک موجود تھے جن کی تاریخ نہایت ایمان افروز تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کڑیانوالہ کے رئیس میاں محمد بخش صاحب کو نظم لکھ کر دی تھی۔ جبکہ ان کے مالی حالات بہت خراب تھے۔ یہ نظم تھی۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

1977ء میں خاکسار نے اس اشتیاق سے کڑیانوالہ کا سفر کیا کہ میاں محمد بخش کے مکانات اور اولاد کو دیکھا جائے۔ اس وقت محمد سرور صاحب کڑیانوالہ کی جماعت کے صدر تھے جنہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ جب مولوی کرم دین بھیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لائے تو کڑیانوالہ سے ان کی زیارت کے لئے حاجی کریم بخش صاحب، میاں کرم الٰہی صاحب، میاں میراں بخش صاحب اور شیخ محمد بخش صاحب گئے اور بیعت کی سعادت پائی۔ مکرم محمد سرور صاحب (صدر جماعت) حضرت میاں کرم الٰہی صاحبؓ کے بیٹے ہیں۔

حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ کے بیٹے مکرم شیخ محمد امین صاحب اُس وقت قریباً 80 سال کے تھے۔ انہوں نے 30 سال کی عمر میں قادیان کی زیارت کی تھی جبکہ ان کے والد وقتاً فوقتاً قادیان جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں شیخ محمد بخش کڑیانوالہ کے رئیس تھے۔ 1908ء سے پہلے اس علاقہ میں شدید قحط پڑا اور ہزاروں لوگ مر گئے۔ لوگوں کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے میاں محمد بخش صاحب نے اپنی گندم کے ذخائر مفت تقسیم کردیئے۔ اس قربانی سے متأثر ہوکر ڈی سی کورٹ سٹریم نے آپ کو رئیس اعظم کا خطاب عطا کیا۔ آپ ڈویژنل درباری تھے اور آپ کے پاس سول انتظامیہ کی دفعہ 202 کی کارروائی کے لئے مقدمات آیا کرتے تھے۔ آپ 2؍فروری 1944ء کو 85 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ نہایت درجہ کے پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کڑیانوالہ میں آنے کی دعوت دی تھی جسے حضورؑ نے قبول فرمالیا تھا لیکن مقررہ تاریخ کو زبردست بارشوں کے باعث کڑیانوالہ کے راستے میں واقع نالہ میں شدید طغیانی آگئی اور آمدورفت کے راستے مسدود ہوگئے۔ اس لئے حضورؑ کو اپنی آمد کا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔

حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ کے والد میاں قطب الدین صاحب بڑے بڑے تعمیراتی ٹھیکے لیا کرتے تھے۔ سرکار انگریزی سے انہوں نے ایک پُل کی تعمیر کا ٹھیکہ لیا جو اُس زمانہ میں 10 لاکھ روپے مالیت کا تھا۔ پل کی تعمیر کے بعد سیلاب آیا تو یہ پل پانی کے ساتھ بہہ گیا۔ اس غلطی کی پاداش میں سرکار نے ان کی تمام جائیداد منقولہ اور غیرمنقولہ ضبط کرلی۔ یہی وہ مصیبت کا دَور تھا جب حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ نے حضور علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور حضورؑ نے مذکورہ بالا نظم انہیں عطا کی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی سب مشکلات دُور کردیں۔ اور اتنا دنیاوی مال واسباب میسر آیا کہ تمام گزشتہ نقصانات کی تلافی ہوگئی۔

حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ کے ایک بڑے بھائی حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ اور دو چھوٹے بھائی حضرت ڈاکٹر علم الدین صاحبؓ اور حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ تھے۔ حضرت شیخ محمد بخش صاحبؓ اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ 1893ء میں افریقہ گئے اور وہاں سے دولت کما کر لائے۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ نہایت نیک اور تہجد گزار تھے۔ سارا سارا دن تلاوت قرآن میں مصروف رہتے۔

حضرت میراں بخش صاحبؓ کے پانچ بیٹے تھے۔ حضرت ڈاکٹر علم الدین صاحبؓ کی اولاد میں سے کرنل اکرام اللہ اور پروفیسر حبیب اللہ (گورنمنٹ کالج لاہور) اُس وقت زندہ تھے۔ افریقہ سے آنے کے بعد ان بھائیوں نے دو شاندار مکان تعمیر کئے جو اِس وقت خراب حالت میں ہیں۔ 1985ء میں احمدیہ مسجد پر فسادیوں نے قبضہ کرلیا تھا جس کے بعد زیادہ تر احمدی ہجرت کرچکے ہیں۔

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 جولائی 2009ء میں محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کا ذکرخیر اُن کے بیٹے مکرم داؤد احمد حنیف صاحب (مربی سلسلہ) نے کیا ہے۔

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ 1923ء میں حضرت میاں چوہدری فقیر احمد صاحبؓ صدر جماعت ونجواں ضلع گورداسپور کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کو یہ فخر حاصل ہے کہ لوائے احمدیت کے لئے کپڑے کی تیاری شروع ہوئی تو آپؓ نے زمین خود تیار کرکے ہر بیج پر دعائیں کرنے کے بعد اپنی زمین میں کپاس کے بیج بوئے۔ خود اپنے کنویں سے پانی دیتے اور اس طرح کپاس کے پودوں کی پرداخت کرتے رہے۔ خود بھی اور منتخب صحابہ وصحابیات سے چنوائی کروائی اور پھر حضرت حشمت بی بی صاحبہؓ نے اسے کاتا اور جب سوت تیار ہوگیا تو اسے قادیان لے جاکر پیش کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسے قبول فرمایا اور پھر اس سے لوائے احمدیت تیار کیا گیا۔

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ نے بچپن میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیا اور کچھ اردو بھی سیکھ لی۔ جبکہ باقی سب خواتین ناخواندہ تھیں۔ اسی لئے مقامی لجنہ کے قیام سے ہی آپ کو خدمت کی سعادت بھی عطا ہوتی رہی۔ پھر شادی کے بعد محمودآباد سندھ اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک گاؤں میں قیام کے دوران بھی خدمت کی بڑی توفیق ملی۔ عورتوں کو مختلف چندوں کی اہمیت بتاتیں اور چندہ اکٹھا کرتیں، نئی پختہ مسجد کی تعمیر اور اس کی آبادکاری کی خاطر بہت محنت کی۔ احمدی بچوں اور بچیوں کو قرآن پڑھانے کا کام سالہا سال بڑی بشاشت سے سرانجام دیا اور سینکڑوں بچوں نے آپ سے قرآن پاک سیکھا۔ بدرسوم کے خلاف بھی آپ نے بہت جہاد کیا۔

آپ کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا ہوتی تھی۔ آپ کی شادی محترم چودھری سید محمد صاحب سے ہوئی جو اُس وقت حضرت مصلح موعودؓ کے عملہ حفاظت میں تھے۔ بعد میں وہ سندھ کی زمینوں پر ملازمت کرتے رہے۔ سندھ میں قیام کے دوران غالباً 1949ء میں وہ میعادی بخار میں مبتلا ہوگئے اور بیماری کا اثر اعصاب ودماغ پر ایسا پڑا کہ وہ تقریباً دس سال کوئی ملازمت یا زمیندارہ کرنے کے قابل نہیں تھے۔ ایسے حالات میں گھر کے سات افراد کا گزارہ انتہائی مشکل نظر آتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول کیا اور بغیر مانگے مختلف ذرائع سے رقوم آپ کو ملنے لگیں۔ آپ کے ایک بیٹے (ڈاکٹر منور احمد صاحب سیکرٹری امورعامہ یوکے) نے F.Sc. کا امتحان دیا تو آپ نے اُن کی اعلیٰ تعلیم اور وظیفہ ملنے کے لئے بہت دعا کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں وظیفہ حاصل کرکے برطانیہ میں Ph.D. کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

ربوہ میں اپنے بیس سالہ قیام کے دوران بھی اپنے محلّہ میں لجنہ کی خدمت بجالاتی رہیں۔ بہت پُرجوش داعی الی اللہ تھیں۔ پابندیوں کے باوجود یہ فرض ادا کرتی رہیں۔ ان کی دعوت الی اللہ سے 1998ء میں 10 بیعتیں اور 1999ء میں 6 بیعتیں ہوئیں۔ خاکسار کے قیام گیمبیا کے دوران وہاں تشریف لائیں تو وہاں بھی اصرار کرکے پمفلٹ لئے اور سڑک پر کھڑے ہوکر تقسیم کئے۔ زبان تو کوئی آتی نہیں تھی۔ اسی طرح لندن اور کینیڈا گئیں تو وہاں بھی پمفلٹ تقسیم کرنے کا کام کرتی رہیں۔

جب اولاد برسرِ روزگار ہوگئی تو آپ بچوں کو غریبوں کی مدد کے لئے کئی مرتبہ خاص طور پر متوجہ کرتیں اور خود تو بغیر بتائے بڑی مدد کردیا کرتی تھیں۔ غریب بچیوں کی شادی پر خاموشی سے خاصی رقوم دیدیا کرتی تھیں اور کئی یتیم بچوں کو بھی خرچ دیا کرتی تھیں۔ لیکن اس بارہ میں بچوں کو بھی نہیں بتاتی تھیں۔

ایک بیٹے نے 1972ء میں اپنی پہلی تنخواہ ساری آپ کو بھجوادی تاکہ گھر میں نلکا لگوالیں۔ لیکن آپ نے وہ ساری رقم مسجد کے لئے دیدی اور بیٹے کو لکھا کہ یہ پہلی تنخواہ تھی یہ میں نے خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے دیدی ہے۔ اگلے ماہ کی تنخواہ سے آپ کی خواہش پوری کرلوں گی اور نلکا لگوالوں گی۔

آپ لڑائی جھگڑے سے بہت دُور رہتیں لیکن جہاں کسی کمزور کی مدد کرنی ہوتو بہت ہمت اور دلیری سے کمزور کا ساتھ دیتیں اور اِس کے بدلہ میں ہر خطرہ مول لینے کو تیار رہتیں۔

آپ گاؤں کے ایک گھرانہ کو تبلیغ کرتی تھیں جن کی ایک لڑکی بہت بیباک تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ آپ نے اُسے الہام اِنِّیْ مُھِیْنٌ سنا کر تنبیہ کی اور وہاں جانا چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ عجیب بیماری میں مبتلا ہوگئی اور پھر آپ کو اصرار سے اپنے گھر بلاکر معافی مانگی اور دعا کے لئے اصرار کرتی رہی۔ تب آپ نے اُسے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی معافی کا خط لکھو۔ چنانچہ اس کے بعد اُس لڑکی کو آرام آنا شروع ہوگیا اور اسے صحت ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک وقف زندگی کے ماتحت آپ نے مجھے وقف کردیا ہوا تھا۔ بچپن سے ہی وقف کے لئے تیار کیا کرتی تھیں اور تربیت ونگرانی کرتی تھیں۔ جب جامعہ میں داخل ہوا تو مشکل پڑھائی کی وجہ سے جامعہ چھوڑ دینے کا خیال آیا۔ اس پر میرے والدین نے بہت محنت کی اور والدہ تو ربوہ آکر میرے اساتذہ سے ملیں۔ آخر سب کی محنت رنگ لائی اور مَیں پڑھائی میں دلچسپی سے آگے بڑھنے لگا۔

آپ کو قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ سے بہت محبت تھی۔ تلاوت قرآن، نماز تہجد اور صوم وصلوٰۃ کی پابند، صاحب رؤیا، تقویٰ شعار اور بزرگ خاتون تھیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے ایک ملاقات میں درخواست کی کہ حضور ان کا جنازہ خود پڑھائیں۔ چنانچہ حضور انور نے ازراہ شفقت ان کی وفات کے بعد لندن میں اُن کا جنازہ غائب پڑھایا۔ 29؍اگست 2007ء کو آپ کا امریکہ میں انتقال ہوا۔ موصیہ تھیں، جنازہ ربوہ لے جایا گیا اور مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی۔ آپ کے چاروں بیٹوں کو مختلف حیثیتوں سے خدمت دین کی توفیق عطا ہورہی ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10؍فروری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کے کلام بعنوان ’’دعوت فکر‘‘ سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اے اہلِ خرد کچھ غور کرو یہ سلسلۂ آزار ہے کیوں
ہر سمت ہے موتا موتی کیوں یہ گرم بہت بازار ہے کیوں
بھونچال ہیں کیوں سیلاب ہیں کیوں ہر شہر میں قتل وغارت کیوں
یہ خوف وخطر کا دَور ہے کیوں آرام وسکوں دشوار ہے کیوں
کیوں بھائی بھائی کا دشمن کیوں آنکھوں میں اب دید نہیں
کیوں رشتوں کا کچھ پاس نہیں بس دھن دولت سے پیار ہے کیوں
اب تلخ بہت ہے ذکرِ چمن بیمار ہیں اس کے سرو وسمن
اے اہل چمن کچھ فکر کرو ہر برگِ شجر بیمار ہے کیوں
سب شاکی ہیں سب نالاں ہیں سب ملت پر ہیں نوحہ خواں
سرکار دو عالمؐ سے پوچھو اس حالت کا اظہار ہے کیوں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

16th December 2011 – 22nd December 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 16th December 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Insight: recent news in the field of science.
00:45 Historic Facts
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th June 1995.
02:25 Tarjamatul Qur'an class: rec. 27th September 1995.
03:40 Journey of Khilafat
04:00 Seerat Sahaba Rasool (saw)
05:05 Khuddam UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 5th October 2008.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:00 Siraiki Service
08:50 Rah-e-Huda
10:25 Indonesian Service
12:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor.
13:35 Zinda Log
14:00 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema: address delivered by Huzoor on 19th October 2008.
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:45 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science.
22:20 Rah-e-Huda

Saturday 17th December 2011

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat
00:25 International Jama'at News
00:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st June 1995.
02:00 Fiq'ahi Masa'il
02:35 Friday Sermon: rec. on 16th December 2011.
03:45 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 International Jama'at News
07:00 Al-Tarteel
07:30 Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 2nd November 2008.
08:35 Question and Answer Session: recorded on 10th July 1984.
09:35 Friday Sermon [R]
10:50 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:05 Story Time: Islamic stories for children.
12:20 Al-Tarteel [R]
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan
13:55 Bengali Service
15:00 Children's class with Huzoor.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Children's class [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:15 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 18th December 2011

00:00 MTA World News
00:15 Friday Sermon: rec. on 16th December 2011.
01:30 Tilawat
01:40 Dars-e-Malfoozat
02:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 22nd June 1995.
03:20 Friday Sermon [R]
04:35 Yassarnal Qur'an
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
06:50 Beacon of Truth
08:00 Faith Matters
09:00 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 2nd November 2008.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 14th August 2009.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Zinda Log
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:25 Faith Matters [R]
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth [R]
19:35 Real Talk
20:40 Attractions of Canada
21:10 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:30 Ashab-e-Ahmad

Monday 19th December 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 International Jama'at News
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th June 1995.
02:55 Attractions of Canada
03:25 Friday Sermon: rec. on 16th December 2011.
04:35 Ashab-e-Ahmad
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:00 MTA Variety
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 29th March 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon, delivered on 30th September 2011.
12:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45 Zinda Log
14:15 Friday Sermon: rec. on 3rd March 2006.
15:10 Mosha'irah [R]
16:10 Dars-e-Hadith [R]
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1995.
22:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Mosha'irah [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Tuesday 20th December 2011

00:00 MTA World News
00:15 MTA Variety
01:15 Tilawat
01:35 Insight: recent news in the field of science.
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th June 1995.
03:00 Friday Sermon: rec. on 3rd March 2006.
04:00 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 29th March 1999.
05:05 MTA Variety
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Insight: recent news in the field of science.
06:40 MTA Variety
07:05 Yassarnal Qur'an
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Question and Answer Session: rec. 13th July 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 24th December 2010.
12:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45 Zinda Log
13:20 Insight: recent news in the field of science.
13:30 Bengali Service
14:35 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor on 24th July 2009.
15:05 Yassarnal Qur'an
15:35 Historic Facts
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 16th December 2011.
20:35 Insight: recent news in the field of science.
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Jalsa Salana United Kingdom [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 21st December 2011

00:10 MTA World News
00:25 Tilawat
00:40 Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th June 1995.
02:30 Learning Arabic
03:30 MTA Variety
03:55 Question and Answer Session: rec. 13th July 1984.
04:55 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor on 24th July 2009.
06:00 Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab
06:45 Yassarnal Qur'an
07:10 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 24th May 1997. Part 1.
09:45 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:55 Zinda Log
13:30 Friday Sermon: rec. on 17th March 2006.
14:50 Bengali Service
16:00 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:30 MTA Sports
16:55 Fiq'ahi Masa'il
17:30 Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address
19:25 MTA Sports [R]
19:45 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10 Real Talk
21:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Thursday 22nd December 2011

00:15 MTA World News
00:35 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th July 1995.
02:00 Fiq'ahi Masa'il
02:35 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:15 Dua-e-Mustaja'ab
03:55 Friday Sermon: rec. on 17th March 2006.
05:05 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:20 Beacon of Truth
07:15 Yassarnal Qur'an
07:40 Journey of Khilafat
08:05 Faith Matters
09:15 Seerat-un-Nabi (saw)
10:00 Indonesian Service
11:00 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 16th December 2011.
14:05 Tarjamatul Qur'an class: rec. 28th September 1995.
15:25 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:15 Journey of Khilafat [R]
16:40 Yassarnal Qur'an [R]
17:00 Faith Matters
18:05 MTA World News
18:20 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009.
19:25 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
20:10 Faith Matters
21:15 Beacon of Truth [R]
22:10 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:35 Journey of Khilafat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 — Friday 09 December , 2011 — Issue No. 49

بقیہ: درود شریف کے حوالہ سے معاندین احمدیت کے چند بودے اعتراضات اور ان کا مدلل جواب
از صفحہ نمبر 13

علم و عرفان پبلشرز ایڈیشن اول جولائی 2000 کے صفحہ 141 تا 143 پر یہ حصہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس حصہ میں اللہ وسایا صاحب نے یہی لکھا ہے کہ اس وقت اٹارنی جنرل صاحب نے رسالہ درود شریف کا حوالہ پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس تحریف شدہ اشاعت کو بھی پڑھ جائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ درود کے حوالے سے یہ اعتراض اسی موقع پر اُٹھانے کی کوشش کی گئی تھی اور اس وقت بھی یہ اعتراض اس پس منظر سے نہیں اُٹھایا گیا تھا جسے متین خالد صاحب پیش کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ اس تحریف شدہ اشاعت کے مطابق بھی اور کسی موقع پر ایسا نہیں کیا گیا کہ درود شریف کے حوالے سے یہ اعتراض اُٹھایا گیا ہو۔ لیکن اب مخالفین کو مزید پریشانی اور گھبراہٹ کا سامنا ہے تو اس حوالے کو تبدیل کر کے الفضل کے شمارے کا حوالہ بنا دیا گیا ہے۔ پہلے یہ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کون سچ بول رہا ہے۔ دونوں کے دعووں میں تضاد ہے اور دونوں سچے نہیں ہو سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دونوں نے اپنی تحریروں میں غلط بیانی سے بھرپور کام لیا ہے۔ اور یہ بات دلچسپ ہے کہ ”پارلیمنٹ میں قادیانی شکست“ کا دیباچہ خود متین خالد صاحب نے تحریر کیا تھا اور اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کئے تھے۔

ویسے متین خالد صاحب کی عادت کچھ اس طرح ہے کہ ایک مؤقف یا اعتراض پیش کرتے ہیں لیکن اس کی تائید میں جو حوالہ پیش کرتے ہیں وہ ان کے بیان کردہ مؤقف کی تردید کر رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف ان کی کتاب ’ثبوت حاضر ہے‘ اس قسم کے حوالوں سے بھری پڑی ہے۔ جن حوالوں کی فوٹو کاپیاں وہ ساتھ لگا کر اپنی اس تصنیف کو ضخیم بناتے ہیں وہ خود ہی ان کے الزام کی تردید کر رہی ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں متین خالد صاحب کی تحریر بے ربط اور مبہم ہوتی ہے اس لئے جب وہ کوئی اعتراض حوالے سمیت پیش کرتے ہیں تو یہ واضح نہیں ہوتا کہ اصل میں اعتراض کیا ہے۔ درود کے بارے میں یہ دو حوالے پیش کرتے ہوئے بھی وہ واضح نہیں کر سکے کہ وہ اصل میں کیا اعتراض پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں جو اعتراضات کئے جاتے رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ متین خالد صاحب کی کوشش یہی تھی کہ یہ اعتراض کریں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ احمدیوں نے مسنون درود شریف کے علاوہ اپنا علیحدہ درود بنا رکھا ہے۔

2۔ جس طرز پر یعنی صَلِّ عَلٰی... کے الفاظ کے ساتھ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے احمدی اسی طرز پر بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر درود پڑھتے ہیں جو ان معترضین کے نزدیک ناجائز ہے۔

ہم ان دونوں اعتراضات کا قرآنِ مجید کی آیات اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جائزہ لیں گے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔

جہاں تک پہلے اعتراض کا تعلق ہے تو یہ بات تو ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں اور جماعتِ احمدیہ کا بیسیوں زبانوں میں دنیا بھر میں موجود لٹریچر اس بات کا واضح ثبوت ہے اور دنیا بھر میں کسی احمدی بچے تک سے پوچھ کر بھی اپنی تسلی کی جا سکتی ہے کہ نماز میں اور عموماً ذکر کے طور بھی احمدی وہی مسنون درود شریف بڑی محبت سے پڑھتے ہیں جو کہ کئی احادیث میں بیان ہوا ہے اور جس کا متن ہم ایک حوالہ میں مضمون کے آغاز میں ہی درج کر چکے ہیں۔ البتہ بعض احمدیوں کی تحریروں میں اس قسم کے مختصر دعائیہ فقرے لکھے مل جائیں گے جن کی دو مثالیں سیرت المہدی اور الفضل کے مذکورہ حوالوں میں موجود ہیں۔

تو واضح ہو کہ یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں کیونکہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سلف صالحین کی روایات میں ایسے کئی مختلف درود بیان ہوئے ہیں جن میں اس دعا میں برکت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور لوگوں کو آپ کے طفیل اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اور عالمِ اسلام کا لٹریچر اس قسم کی روایات سے بھرا ہوا ہے۔ درود کے بابرکت موضوع پر ایسی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لٹریچر سے چالیس چالیس مختلف درود جمع کئے گئے ہیں۔ ہم دو کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں جن کو دیکھ کر ہر کوئی اپنی تسلی کر سکتا ہے۔

1۔ کتاب ’فضیلت و شان درود و سلام‘ مؤلفہ محمد شریف مغل ترتیب ونظرِ ثانی محمد ربنواز۔ اس کتاب کے صفحہ 116 سے 155 پر احادیث میں بیان کردہ چالیس قسم کے مختلف درود درج کئے گئے ہیں۔

2۔ کتاب ’فضائل درود شریف‘ مؤلفہ محمد زکریا کاندھلوی صاحب شائع کردہ مکتبہ محمد اخلاق بن محمد اسحاق، مدینہ منورہ۔ اس کتاب میں بھی مختلف قسم کے درود درج کئے گئے ہیں۔

اور ان درودوں میں مختلف لوگوں کو اس دعا میں آنحضرتؐ کی اتباع میں شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً سنن ابوداؤد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم اہلِ بیت پر درود بھیجنا چاہے وہ ان الفاظ میں درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُوْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ۔۔۔۔۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ علی النبی)۔ چنانچہ اس درود میں خصوصیت کے ساتھ ازواجِ مطہرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اولاد کو درود میں شامل کیا گیا ہے۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا روحانی مراتب کے حصول کے لئے بہت ضروری ہے جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ یہ اہم اصول بیان فرماتے ہیں:

’......افاضہ انوارِ الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598)

اس کے علاوہ حضرت حسن بصری نے ایک ایسے درود کو پڑھنے کی تاکید کی تھی جس کے الفاظ میں یہ عبارت شامل ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ اَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَ مُحِبِّہٖ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ......

(فضائل درود شریف مولفہ محمد زکریا کاندھلوی صاحب صفحہ 65)

اس درود میں نہ صرف اہل بیت کو بلکہ آپ سے محبت رکھنے والوں کو، تمام امت کو اور خود درود پڑھنے والے کو درود کی دعا میں شریک کیا گیا ہے۔

اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا صَلِّ عَلٰی کے الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے دعا مانگنا جائز ہے؟

یوں تو خود مسنون درود میں آلِ محمدؐ کے الفاظ ہی اس مسئلہ کو حل کر دیتے ہیں لیکن ہم اس ضمن میں کچھ احادیث سامنے رکھیں گے تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے۔

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ اس لفظ کے معنی کیا ہیں۔ مفرداتِ امام راغب میں لفظ الصَّلوٰۃ کے معنی میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب دعا دینے، تحسین و تبریک و تعظیم کرنے کے ہیں اور لکھا ہے کہ محاورہ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ کا مطلب ہے کہ مَیں نے اس کو دعا دی۔ اور پھر یہ حدیث درج کی ہے کہ اگر کسی کو کھانے کے لئے بلایا جائے تو اسے چاہئے کہ قبول کرے اور اگر روزہ دار ہے تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’فَلْیُصَلِّ‘ یعنی وہ دعوت کرنے والے کے لئے دعائے رحمت کرے۔ (واضح رہے کہ اردو میں اس لفظ کا ترجمہ ’درود‘ ہے جس کے معنی دعا کے ہیں۔

(فیروز اللغات)

صحیح مسلم میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قوم صدقہ لے کر آتی تھی تو آپ انہی الفاظ میں اس کے لئے دعا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابو اوفیٰ آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِی اَوْفٰی (یعنی اے اللہ ابو اوفی کی آل پر رحمت کر) (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب الدعا لمن اتیٰ بصدقتہ)

پھر صحیح مسلم میں یہ حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا (کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد) یہ ترجمہ علامہ وحید الزماں کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔

سنن ابوداؤد میں تو ایک باب الصلوۃ علیٰ غیر النبی ﷺ (یعنی نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور پر درود بھیجنے کے بارے میں) درج کیا گیا ہے۔ اور اس بات کے جواز کے طور پر یہ حدیث درج کی گئی ہے کہ ایک عورت نے آپ کے حضور درخواستِ دعا کی تو آپ نے فرمایا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکِ وَعَلٰی زَوْجِکِ یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے خاوند پر رحم کرے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت 158 میں صبر کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے، اُوْلٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ۔ وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرۃ:158)

شاہ رفیع الدین دہلوی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے ’یہ لوگ اوپر ان کے ہیں درود، پروردگار ان کے سے اور رحمت......‘

الغرض جس طرح بھی جائزہ لیا جائے متین خالد صاحب کے اعتراضات بے بنیاد نظر آتے ہیں۔ ان حقائق کو دیکھنے کے بعد یہی رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ اس موضوع پر کچھ لکھنے سے قبل انہوں نے بنیادی معلومات حاصل کرنے کا تکلف بھی نہیں کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک اعتراض اُٹھانے کی کوشش کی اور پھر بجائے اس کے حق میں ثبوت مہیا کرنے کے اپنے اعتراض کے خلاف ثبوت درج کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ نے درود کو پوری دنیا کے لئے حصولِ رحمت کا ذریعہ بنایا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پوری دنیا کے لئے مجسم رحمت ہے۔ ان معاندین احمدیت سے ہماری درخواست ہے کہ کم از کم اس مقدس موضوع کو آڑ بنا کر انتشار پھیلانے اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو پوری دنیا کے لئے رحمت اور فضل جذب کرنے کا ذریعہ بنائے اور پوری دنیا اس سے فیضیاب ہو۔ آمین۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)